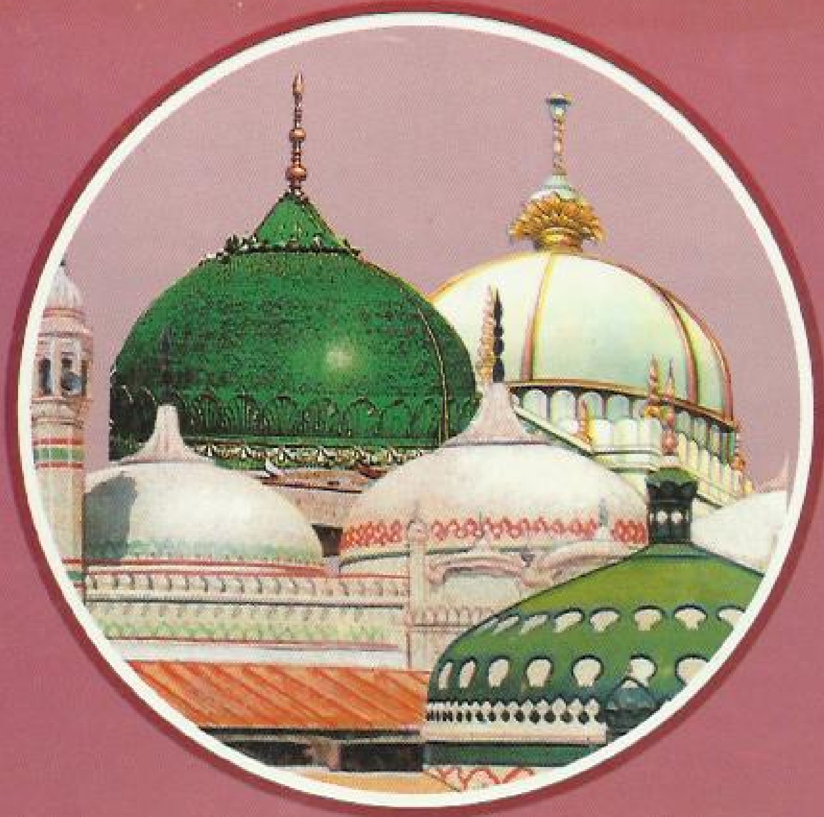
تذکرہ

مشائخ نقشبندیہ

مصنف

علامہ محمد نور بخش توکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



اپنے والد محترم سے فیض یافتہ تھے۔ظاہری و باطنی علوم میں درجہ کمال پر فائز تھے عبادت و [illegible] کے معاملے میں بہت بڑھے ہوئے تھے چاروں صاحبزادوں کے نام یہ ہیں۔خواجہ محمد [illegible] محمد عبدالغنی، خواجہ محمد عارف اور خواجہ محمد یوسف۔



حضرت حاجی محمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ نے حضرت حافظ سعد اللہ مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلسلہ نقشبندیہ میں خرقہ خلافت حاصل کیا۔آپ صاحب کرامت ولی اللہ تھے اللہ تعالیٰ کے نیک، برگزیدہ اور مقبول بندے تھے مخلوق خدا کی رشد و ہدایت کے لیے بہت کام کیا اور طالبان حق کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لیے ان کی روحانی تربیت کی درس و تدریس کے ذریعے ظاہری و باطنی تعلیم سے خلق خدا کو مستفید کیا۔

کرامات:

آپ کافی عرصہ تک افغانستان کے مختلف شہروں میں بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہوئے افغانستان کے باہر کے ممالک میں بھی سیر و سیاحت کی غرض سے تشریف لے گئے اس دوران آپ نے دو حج بھی کیے حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت حاصل کی پھر جب لاہور تشریف لائے تو لاہور کے محلہ عبداللہ واڑی میں سکونت پذیر ہوئے اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تھوڑے ہی عرصہ میں لوگوں کے دلوں میں آپ کی عقیدت و محبت پیدا ہوگئی تھی چنانچہ جب احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان کو فتح کرنے کی غرض سے چڑھائی کی تو پیش قدمی کرتے ہوئے لاہور پر حملہ آور ہوا اس صورت حال میں لاہور کے تقریباً تمام باشندے احمد شاہ ابدالی کی افواج کی غارت گری سے بچنے کے لیے اپنے مال و اسباب کے ساتھ محفوظ جگہوں کی طرف چلے گئے جب کہ محلہ عبداللہ واڑی اور محلہ لکھی کے مکین آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قتل و غارت گری کے خوف سے لاہور کے تمام باشندے اپنے گھر بار چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور ہم آپ کے بھروسے پر ابھی تک اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اگر آپ ہمارے لیے کچھ کرتے ہیں تو ٹھیک ہے ورنہ ہم بھی اپنے بچاؤ کا کوئی چارہ کرتے ہیں۔

محلّہ داروں کی یہ بات سُن کر حضرت حاجی محمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ احمد شاہ ابدالی کی فوج کی لوٹ مار سے لاہور کا کوئی علاقہ محفوظ نہ رہے گا مگر میں نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کی ہے کہ محلّہ عبداللہ واڑی اور لکھی محلّہ غارت گری سے بچے رہیں اس لیے تم لوگ بے شک اپنے گھروں کے دروازے کھول کر بیٹھے رہو۔ انشاء اللہ تمہیں کوئی نقصان نہ ہوگا۔ چنانچہ اسی طرح ہی ہوا۔ احمد شاہ ابدالی کی فوجوں نے جب لاہور شہر فتح کرلیا اور فوجیں لاہور میں داخل ہو کر لوٹ مار میں مصروف ہوگئیں تو کسی لشکری کا دھیان ان محلوں کی طرف نہ گیا اور دونوں محلے محفوظ رہے اس ضمن میں بعض کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے واقعہ یوں ہوا کہ احمد شاہ ابدالی نے جب لاہور فتح کرلیا تو شاہدرہ میں اس نے پڑاؤ ڈالا تو کسی سے پوچھا کہ اس شہر میں کوئی اللہ کا مقبول و برگزیدہ صاحبِ شریعت طریقت بندہ ہے۔ اس پر لوگوں نے حضرت حاجی سعید نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں بتایا اور آپ کی بعض کرامتوں کا ذکر کیا جسے سُن کر احمد شاہ ابدالی آپ کا معتقد ہوگیا اور بذاتِ خود نیازمندانہ حاضرِ خدمت ہوا اور عقیدت کا اظہار کیا اس کے بعد اپنے لشکریوں کو حکم دیا کہ محلّہ عبداللہ واڑی اور لکھی محلہ میں کوئی فوجی داخل ہو کر غارت گری نہ کرے اس حکم کے ساتھ ہی اس نے شاہی فوج کا ایک دستہ ان محلوں کی حفاظت کے لیے تعینات کردیا۔

مغویہ کی بازیابی:

آپ کی ایک اور کرامت کا ذکر کرتے ہوئے کہا جاتا ہے کہ احمد شاہ ابدالی جب واپس کابل چلا گیا تو لاہور کے کسی محلّہ کا ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ احمد شاہ ابدالی کے لشکری میری بیٹی کو اُٹھا کر لے گئے ہیں میری ایک ہی بیٹی تھی اس کے علاوہ میری اور کوئی اولاد نہیں ہے مجھ سے اس کی جدائی برداشت نہیں ہوتی آپ سے میری التجا ہے کہ اس معاملے میں میری مدد فرمائیں تاکہ میری بیٹی کسی طرح مجھے واپس مل جائے۔ اس شخص کی پریشانی سُن کر آپ نے اس سے کہا کہ اپنی آنکھیں بند کرلو اُس نے اپنی آنکھیں بند کرلیں جب کہ آپ خود مراقبہ میں چلے گئے تھوڑی دیر کے بعد جب اس شخص نے اپنی آنکھیں کھولیں تو یہ دیکھ کر بڑا حیران اور خوش ہوا کہ اس کی بیٹی اس کے پاس اس حالت میں کھڑی تھی کہ اس کے ہاتھ میں ایک

اور چار پیسے پکڑے ہوئے تھے۔ اس شخص نے خوشی و مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اپنی بیٹی اس کی بپتا پوچھی تو اس نے بتایا کہ بادشاہ کے سپاہی مجھے لاہور سے پکڑ کر کابل لے گئے تھے ایک شاہی امیر نے مجھے اپنی لونڈی بنالیا میں اس کے گھر میں رہنے لگی۔ اس شاہی امیر نے بازار سے روغن خرید کرلانے کی غرض سے روغن کا برتن اور چار پیسے دیے جب میں بازار میں گئی تو دیکھا کہ یہ شیخ (حضرت حاجی محمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) میرے پاس آئے اور آنکھیں بند کرنے کا کہا میں نے ان کے حکم کے مطابق اپنی آنکھیں بند کیں تو ایک ہی لمحہ کے میرے کان میں آواز آئی کہ اب اپنی آنکھیں کھول دو۔ میں نے جب اپنی آنکھیں کھولیں تو آپ کو یہاں پر موجود پایا اس کے علاوہ میں مزید کچھ نہیں جانتی کہ میں کیسے یہاں پر پہنچی ہوں۔

وصال مُبارک:

حضرت حاجی محمد سعید نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک طویل عمر تک بقید حیات رہنے کے بعد ایک سو دس برس کی عمر میں ۱۱۶۶ھ بمطابق ۱۷۵۳ء میں وصال فرما گئے آپ کا مزار مبارک حضرت شاہ چراغ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک کی جنوبی سمت محلّہ عبداللہ واڑی یعنی جی پی او لاہور کے نزدیک گوروں کے قبرستان کی دیوار کے قریب واقع ہے۔



حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت باسعادت:

حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۸۱۳ء میں ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں بھینی میں ہوئی کہا جاتا ہے کہ آپ کی ولادت ... آپ کے والدین شیخوپورہ کے گاؤں بھینی سے ہجرت کر کے شرقپور شریف کے موضع ... میں آ کر آباد ہوگئے چنانچہ آپ بھی اسی مقام پر اقامت گزیں ہوئے۔

تعلیم کا حصول:

ظاہری علوم کے حصول کی غرض سے آپ ریاست بہاولپور میں تشریف لے گئے وہاں پر رہ کر تفسیر، حدیث، فقہ، اصول معانی، صرف ونحو، ہیت، فلسفہ اور عربی وفارسی میں مہارت حاصل کی جب علوم ظاہری سے مستفید ہوگئے تو واپس اپنے گھر تشریف لے آئے۔

بیعت:

چونکہ آپ علوم ظاہری کی تکمیل کر چکے تھے اس لیے اب طبیعت کا رجحان ... طرف ہوا باطنی علوم کی تحصیل کی غرض سے قلعہ لال سنگھ سے تقریباً ساڑھے آٹھ کلومیٹر ... پر واقع چوہنگ کے مقام پر تشریف لے گئے ان دنوں وہاں پر ایک عابد وزاہد بزرگ ... بدرالدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحانیت کا خوب چرچا تھا چنانچہ حاضر خدمت ہوئے اور ... سعادت حاصل کی۔ پیرومرشد نے آپ پر خصوصی توجہ عنایت فرمائی۔ پیرومرشد سے ... فیوض وبرکات حاصل کیے کئی برسوں تک روزانہ بلاناغہ فجر کی نماز اپنے مرشد کی اقتداء میں ... کرتے رہے۔ موسم کا تغیر وتبدل کبھی آپ کے آڑے نہ آیا اور آپ نے ہر طرح کے ... پرواہ کیے بغیر اپنے معمول میں فرق نہ آنے دیا۔

عبادت وریاضت:

حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبادت وریاضت کا یہ حال تھا کہ تمام شب اللہ رب العزت کی عبادت کرتے ہوئے گزار دیتے تھے دن کے وقت تھوڑی دیر کے لیے آرام فرماتے اور پھر عبادت الٰہی میں مشغول ہوجاتے کہا جاتا ہے کہ قلعہ لال سنگھ کے قبرستان میں ایک چھوٹی سی غیر آباد مسجد تھی اپنے مرشد پاک کے حکم سے آپ نے اس مسجد میں کئی چلے کیے۔ اس مسجد میں قیام کے زمانے میں آپ کے پانچ صاحبزادے یکے بعد دیگرے نابالغ عمر میں وفات پاگئے۔ مگر آپ کے معمولات میں کوئی فرق نہ آیا اور حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق ومحبت کا جذبہ آپ کے قلب مبارک میں مسلسل موجزن رہا۔

ذریعہ معاش:

آپ کا ذریعہ معاش کاشتکاری تھا آپ ضلع شیخوپورہ میں واقع تقریباً تین مربع زرعی اراضی پر خود کاشتکاری کیا کرتے تھے اور رزق حلال کماتے اور کھاتے تھے۔

لاہور میں قیام:

کہا جاتا ہے کہ آپ ۱۸۵۵ء میں لاہور تشریف لائے لاہور میں آپ کے بہت سے ارادت مند موجود تھے اور آپ کو ''پیر صاحب قلعہ والے'' کے لقب سے شہرت حاصل ہے آپ نے لاہور میں املی والی مسجد میں قیام فرمایا آپ کے ایک ارادت مند مستری احمد بخش نے آپ کو عثمان گنج لاہور میں چار کنال ۱۳ مرلے زمین خرید کر دی اس زمین کے ساتھ ایک کنواں بھی تھا آپ نے اس زمین پر کاشت کاری کرنا شروع کردی آپ نے دربار کے باہر ۱۸۶۰ء میں دو حجروں کی تعمیر کروائی اور لوگوں کی رشد وہدایت میں مصروف ہوگئے۔

وصال مبارک:

حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نوے برس کی عمر میں ۲۱ فروری ۱۹۰۳ء کو وصال ہوگیا اور آپ کو لاہور میں ہی دفن کیا گیا۔ آپ کا مزار مبارک ایک بلند چبوترے پر واقع ہے۔ آپ کے مزار مبارک کی عمارت آپ کے ارادت مند مستری احمد بخش نے تعمیر کروائی تھی مزار مبارک کے ساتھ ہی ایک خوبصورت مسجد بھی ہے۔

حضرت خواجہ امام علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۲ھ میں ضلع گورداسپور کے موضع رتڑ چھتر کے علاقہ مکان شریف میں ہوئی آپ کا تعلق خالصتاً دینی گھرانے سے تھا آپ کے والد محترم سید حیدر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عابد وزاہد بزرگ تھے۔

تعلیم وتربیت:

حضرت خواجہ امام علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والد محترم کے زیر سایہ ابتدائی تعلیم حاصل کی ابھی آپ کمسن ہی تھے کہ والد ماجد کا وصال ہو گیا اُس وقت تک آپ نے مولانا فقیر اللہ دین کوٹی سے بعض فارسی کی کتب پڑھ لی تھیں۔ پھر آپ نے مزید تعلیم کے حصول کی غرض سے، حافظ محمد رضا اور مولانا نور محمد کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیا اور ان سے درسی کتب پڑھیں اور طب کی کتب سے بھی استفادہ کیا آپ کا ذہن تعلیم حاصل کرنے کے دوران خوب روشن تھا اس لیے، سب طالب علموں سے زیادہ ذہین اور لائق سمجھے جاتے تھے ایک مرتبہ حضرت شاہ حسین بھورے والا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے چہرۂ مبارک کی طرف غور سے توجہ فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے نورانی انوار اور اہلیت کو دیکھتے ہوئے دریافت فرمایا کہ بیٹا! کون سی کتاب پڑھتے ہو؟ ابھی آپ جواب دینا ہی چاہتے تھے کہ ارشاد فرمایا' مثنوی شریف پڑھا کرو کہ اس سے عمل و اعتقاد میں پختگی اور قلب کی صفائی اور روح کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اس پر آپ نے مثنوی شریف کا مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ اگلے روز حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو بلایا اور مثنوی شریف کے تین اشعار کی شرح اس انداز سے فرمائی کہ آپ کے دل پر اس کا بہت اثر ہوا اور آپ نے پھر باقاعدہ طور پر حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے مثنوی شریف کا درس لینا شروع کر دیا۔

باطنی علوم کا حصول اور بیعت:

چونکہ آپ کی طبیعت روحانیت کی طرف مائل تھی اس لیے باطنی علوم کے حصول کی شدید خواہش بھی رکھتے تھے اپنے استاد محترم حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ سفر بھی کر چکے تھے اور دوران سفر بہت سے عجائبات اور مکشوفات بھی ملاحظہ کیے تھے چنانچہ سولہ برس کی عمر میں حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گئے اپنے مرشد کی تعلیمات وارشادات پر عمل کرنے میں پیش پیش رہتے تھے مرشد نے آپ کو جو اوراد و وظائف بتائے اُس پر کاربند رہے اور جلد ہی سلوک وعرفان کی منازل طے کر لیں۔

عبادت ومجاہدہ:

عبادت وریاضت میں آپ سکون محسوس کرتے تھے اور بڑی توجہ ویکسوئی سے اللہ رب العزت کی عبادت میں مشغول رہا کرتے اللہ رب العزت کا آپ پر خصوصی فضل وکرم تھا آپ کی نگاہ کاملہ میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر تاثیر رکھی تھی کہ بہت سے طالبان حق آپ کی ایک ہی توجہ سے اپنی مراد پا لیتے تھے اور اُس مقام پر ان کی رسائی ہو جاتی تھی کہ جس کا حصول برسوں کے مجاہدے اور اللہ کریم کی عنایت کی وجہ سے ممکن ہوتا ہے آپ کا معمول تھا کہ آپ روزانہ نماز عشاء کی ادائیگی کے بعد مکان شریف سے باہر دو میل کے فاصلے پر واقع ایک تالاب کے کنارے پر تشریف لے جاتے یہ جگہ ڈھولی ڈھاب کے نام سے مشہور ہے اس جگہ پر آپ کو تنہائی اور یکسوئی میسر ہوتی تھی اور آپ فجر تک پانی کے کنارے مراقبہ کی حالت میں بیٹھے رہتے غرضیکہ آپ نے عبادت وریاضت اور مجاہدے کرنے میں اپنے آپ کو مشغول رکھا اور خلق خدا کی رہنمائی اور ہدایت بھی فرماتے رہے۔

کرامات:

آپ مستجاب الدعوات اور صاحب کرامت ولی اللہ تھے آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا آپ کی کرامات کی برکت سے بہت سے لوگوں کو فوائد حاصل ہوئے ذیل میں آپ کی چند کرامات کا بیان اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

اونٹ تندرست ہوگیا:

آپ کی ایک کرامت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا عبدالرحیم کلانوری فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں ایک اونٹ والا حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرا اونٹ اچانک شدید بیمار ہوگیا ہے اور اس کی بیماری کسی طرح ٹھیک نہیں ہورہی میں غریب آدمی ہوں اور یہ اونٹ میری روزی کا ذریعہ و وسیلہ ہے۔ آپ نے اونٹ والے کی طرف دیکھا اور فرمایا، تیرا اونٹ تو بالکل ٹھیک ہے۔ اُس نے عرض کی حضور! اگر میرا اونٹ ٹھیک ہوتا تو مَیں کیوں آپ کو تکلیف دیتا۔ آپ نے دوبارہ فرمایا کہ تیرا اُونٹ بالکل تندرست ہے۔ اُس شخص نے پھر عرض کیا کہ حضور! میرا اونٹ باہر کھڑا ہے اور شدید بیمار ہے۔ آپ خود چل کر دیکھ لیں۔ اس دہلیز پر کھڑے ہو کر حاضرین جو وہاں پر موجود تھے ان سے فرمایا کہ جا کر دیکھو کیا اونٹ بیمار ہے؟ لوگوں نے اونٹ کی طرف دیکھا اور اونٹ والے نے بھی اونٹ کے پاس جا کر دیکھا کہ اونٹ بالکل تندرست حالت میں ہے اور اسے کوئی بیماری لاحق نہیں ہے یہ دیکھ کر وہ شخص بہت خوش ہوا اور خوشی خوشی وہاں سے چلا گیا۔

سوزش اور جلن دور ہوگئی:

غیر مسلم بھی آپ کی کرامات کے قائل تھے چنانچہ بہت سے غیر مسلم بھی آپ کے در اقدس پر حاضر ہو کر اپنی پریشانی دور کرنے کی درخواست کیا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک ہندو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے جسم پر برسوں سے جلن اور سوزش کا عارضہ لاحق تھا اور کسی بھی طرح اس کو افاقہ نہ ہوتا تھا جسم پر جلن ہوتے رہنے کی وجہ سے وہ کافور ملتا رہتا تھا تا کہ اسے کچھ سکون مل جائے مگر پھر بھی اس کی بے چینی ختم نہ ہوتی تھی اُس کو یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے اس کے بدن پر آگ لگی ہوئی ہو اپنی اس تکلیف کے ساتھ وہ ہندو آیا اور عرض کی کہ میں حضور کا نام سن کر خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ بہت مجبور اور پریشان حال ہوں تکلیف اتنی ہے کہ برداشت نہیں ہوتی۔ آپ اُس وقت وضو فرما رہے تھے جب وضو سے فارغ ہوئے تو اپنا گیلا ہاتھ اس شخص کے جسم پر پھیر دیا ہاتھ مبارک کی برکت سے اُس کو لاحق عارضہ ختم ہوگیا اللہ رب العزت نے اس شخص کو شفا دے دی اور پھر کبھی بھی اُس بیماری نے اس پر حملہ نہ کیا۔

ماری سے شفا ہوگئی:

حضرت خواجہ امام علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک مرید بیان کرتے ہیں کہ ایک
میں اس قدر شدید بیمار ہوا کہ کسی بھی طرح بیماری میں افاقہ نہ ہوا۔ ضعف اور کمزوری اس حد
واقع ہوگئی کہ میرے گھر والے اور میں زندگی سے مایوس ہوگئے روشنی کی کوئی کرن دکھائی نہ
تھی کہ مجھ پر کمزوری کے باعث غنودگی کی کیفیت طاری ہوگئی اسی اثناء میں مَیں نے دیکھا
تشریف لائے ہیں اور آپ کا چہرہ انور اس قدر روشن تھا کہ جس کی چمک سے سارا گھر روشن
یا آپ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوتے ہی مجھ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ میں گویا وجد
گیا اور مجھے کچھ ہوش نہ رہا مجھے جب کچھ ہوش آیا تو میں نے چاہا کہ میں اُٹھ کر آپ کی قدم
ی سعادت بھی حاصل کروں تو آپ نے فرمایا کہ ابھی لیٹے رہو اور تسلی رکھو کہ اللہ رب العزت
تیری بیماری کو ختم کر دیا ہے جب میں خواب سے بیدار ہوا تو مجھے اپنے جسم میں طاقت و قوت
وس ہوئی اور اسی دن سے بیماری بھی ختم ہوگئی اور میں شفایاب ہوگیا۔

ل ہونے سے بچالیا:

آپ کے ایک مرید حضرت میاں صاحب مظہر جمال بیان کرتے ہیں کہ میں فوج
ملازمت کرتا تھا اور جس دِن حضرت شاہ بلاول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک کے متصل
ام پر شیر سنگھ کو قتل کیا گیا تو اتفاق سے وہاں پر میں اور میرا ایک ساتھی موجود تھے موقع واردات پر
اس قدر ڈرے کہ خوفزدہ ہو کر زینہ کے راستے اوپر چڑھ گئے اچانک میں نے دیکھا کہ ہمارے
ب میں دو افراد برہنہ تلواریں لے کر دوڑتے ہوئے آرہے ہیں اب ہمارے لیے بھاگنے کا
ئی راستہ نہیں تھا یقین ہوگیا کہ موت یقینی ہے اسی حالت میں مجھ پر استغراق کی کیفیت طاری
ئی اور تلوار والا شخص تلوار اُٹھا کر مجھ پر وار کرنا ہی چاہتا تھا کہ اسی اثناء میں مَیں نے دیکھا کہ حضور
تشریف لائے ہیں اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اُوپر اُٹھالیا ہے جب کہ مجھے اپنے آپ
کوئی حرکت محسوس نہیں ہوئی مگر ہوا یہ کہ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں میں حضرت خواجہ سعید صاحب کے
نبد میں بیٹھا ہوا ہوں یہ دیکھ کر میں نے اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ادا کیا اور مجھے یہ یقین ہوگیا کہ یہ
ب کچھ حضور قبلہ صاحب کے تصرف کی برکت سے ہوا ہے چنانچہ میں نے اسی روز سے ملازمت

چھوڑ دی اور آپ کی خدمت میں ساری عمر گزارنے کا ارادہ کر لیا۔

بیٹے کی ولادت کی خوشخبری:

ایک مرتبہ ایک زمیندار آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میری بیوی [illegible] مبتلا ہے اور تکلیف کی شدت سے قریب المرگ ہے جب کہ بچے کی ولادت نہیں ہو رہی۔ [illegible] نے فرمایا تمہیں مبارک ہو تمہارے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی ہے وہ زمیندار خوش خوش واپس [illegible] گھر گیا تو واقعی اس کے ہاں بیٹے کی ولادت ہو گئی ہوئی تھی اور اس کی بیوی خوش و خرم [illegible] تھی۔

نگاہ کامل کا اثر:

ایک مرتبہ ایک شخص نارائن سنگھ کو ستر برس کی عمر میں فالج کا عارضہ لاحق ہو گیا [illegible] دولت مند شخص تھا اس لیے ہر طرح علاج معالجہ کی کوشش کی مگر بیماری کا خاتمہ نہ ہوا اس [illegible] والے اس کی چارپائی اُٹھا کر آپ کی خدمت میں دعا کے لیے حاضر ہوئے۔ نارائن سنگھ [illegible] بیماری کی وجہ سے حرکت نہ کر سکتا تھا اور کافی مدت سے چارپائی پر ہی پڑا ہوا تھا آپ [illegible] طرف ایک ہی نگاہ ڈالی تھی کہ وہ اُٹھ کر بیٹھ گیا اور حرکت کرنے لگا سات دن تک آپ کی [illegible] عالیہ میں مکان شریف میں رہا اور اسے مرض سے مکمل طور پر نجات حاصل ہو گئی آپ کی کرامت کا اس کے دل پر اس قدر اثر ہوا کہ اس نے کلمہ شہادت پڑھا اور دائرہ اسلام میں [illegible] ہو گیا آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور آپ کے حلقہ ارادت میں شمولیت [illegible] کہتے ہیں کہ اس کے بعد لوگوں نے اسے سردی کے موسم میں دیکھا کہ شیرہ کاسنی میں [illegible] پی رہا تھا اس نے بتایا کہ جس دن سے حضور کی نگاہ کامل کا مجھ پر اثر ہوا ہے میری یہ حالت [illegible] ٹھنڈی اشیاء کے استعمال کے بغیر سکون نہیں آتا اور پھر اس نے اپنے باطنی حالات کی [illegible] بیان کی اُس کو احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔ بلاشبہ یہ آپ کی کرامت کی بدولت ہی تھا۔

ارشادات عالیہ:

حضرت خواجہ امام علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات عالیہ راہ حق کی [illegible] رہنمائی کے لیے مشعل راہ ہیں اور زندگی گزارنے کا قرینہ سکھاتے ہیں۔ دین و دنیا میں [illegible]

کے لیے مددگار ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

1۔ مرید کو چاہیے کہ دین یا دنیا کا کوئی بھی کام شروع کرنے سے قبل مرشد سے اجازت ضروری حاصل کرے یہاں تک کہ کھانا پینا، سونا جاگنا، لباس پہننا اور چلنا پھرنا مرشد کے حکم مطابق ہو۔ علاوہ ازیں عبادات میں سے نفل نماز، روزہ تلاوت قرآن حکیم مرشد کے حکم کے مطابق عمل میں لاوے۔ یہاں تک کہ اگر مرشد کامل مرید کو حکم دے کہ ذکر و شغل اور مراقبہ کے سوا صرف فرض نمازوں پر اختصار کرے تو واجب جانے۔

2۔ فرماتے ہیں توبہ ہر شخص پر واجب ہے اور عوام کی توبہ ممنوعہ چیزوں سے باز رہنا اور گناہوں سے بچنا ہے جب کہ خواص کی توبہ اپنی حالت کی نگہداشت ہے۔

3۔ توبہ اس طرح کی جائے کہ توبہ کے بعد گناہ کا خیال بھی دل میں نہ آئے توبہ کے بعد ایک صغیرہ گناہ کرنا توبہ کے پہلے ستر گناہوں سے بدتر ہے کیونکہ توبہ کے بعد گناہ کرنا ایک توبہ کا توڑنا اور معاہدہ کی شکستگی ہے اور عہد کا توڑنا بلا کے نزول کا سبب اور مسخ ہونے کا باعث ہے۔ نقض توبہ سے بعض اوقات ایسی بلائیں اور آفات ظاہری و باطنی نازل ہوتی ہیں کہ معاذ اللہ ان سے خلاصی ہی مشکل ہو جاتی ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اُمتوں کے قصے مشہور ہیں اور قرآن حکیم میں بھی مذکور ہیں۔

4۔ فرماتے ہیں کہ چونکہ اس امت میں جسم یا چہرے کا مسخ ہونا اللہ رب العزت نے روا نہیں رکھا، اس لیے توبہ کے توڑنے سے اِن لوگوں کے دل مسخ ہو جاتے ہیں اور بار بار توبہ کی توفیق سے محروم ہو جاتے ہیں۔

5۔ تمام عبادات کا مغز اور مقصود اللہ رب العزت کا ذکر ہے پس مرید کو چاہیے کہ وہ کسی بھی حالت میں ذکر سے غافل نہ رہے نماز دین کا ستون ہے اور مقصود اس سے بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

6۔ مرید کو چاہیے کہ شیخ کی مجلس میں اگر کوئی تذکرہ یا کلام شروع ہو تو وہ شیخ کا کلام سننے کے لیے دل و جان سے کان لگا کر متوجہ اور حاضر رہے اور جو کچھ شیخ ارشاد فرمائے اس

سے استفادہ حاصل کرے شیخ کی مجلس میں کبھی بغیر امر کے سبقت کلام کی دلیری نہ کرے۔

7۔ مرید وہ ہے کہ جس میں حسبِ ذیل اوصاف موجود ہوں محبت اور شوق کی آگ اس کی نفسانی خواہشات کو جلا دے اور محبت کا درد اس کے دل کو بے قرار رکھے جب صبح کو اُٹھے تو حسرت اور افسوس کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں، ہمیشہ عاجزی اور ناکامی اس کا شعار اور عادت ہو، گزشتہ زمانہ کے اعمال سے ہمیشہ شرمندہ رہے اور آئندہ سے ہمیشہ ڈرتا رہے' نیک کاموں کے لیے تقسیم اوقات کی پابندی کرے' جو مصیبتیں، تکالیف اور سختیاں پہنچیں صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دے اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اپنے قصور کا اقرار کرتا رہے اور کوئی سانس ذکر الٰہی کے بغیر ضائع نہ ہو کیا خبر کہ وہی سانس آخری ہو اور جو سانس غفلت سے گزرے اُس کو مردہ شمار کرتے ہیں۔

8۔ مرید کے لیے پیر کی صحبت اور حضوری تریاق اکسیر ہے ایک ساعت شیخ کامل کی صحبت میں حاضر رہنا ہزار سال کی خلوت و عزلت سے بہتر ہے کیونکہ مرید کو اللہ رب العزت کی بارگاہ اقدس سے اس لیے براہ راست فیض حاصل نہیں ہوتا کہ مرید میں اربعہ عناصر اور شہوات نفسانی مانع ہوتے ہیں اور شیخ ان منازل سے گزر کر واصل بحق ہو چکا ہوتا ہے اس کے وسیلہ سے فیض یاب ہونا یقینی ہوتا ہے اس لیے شیخ کی نسبت ہر دو طرف ہوتی ہے پس مرید کو چاہیے کہ اپنے مرشد کے ارشاد کی تعمیل کو دین و دنیا کی بہتری کا سبب جانے اگر حضوری میں ہو تو نسبت سے فیض یاب ہونا غنیمت جانے اور اگر صحبت سے دور ہو تو ارشاد کی تعمیل میں کوشش کرے اور ذکر و مراقبہ کی حالت میں تصور کے طریقہ سے صحبت حاصل کرے اور سوتے جاگتے کھاتے پیتے چلتے پھرتے حتی کہ کسی بھی حالت میں ذکر سے غفلت نہ کرے۔

9۔ ذکر الٰہی کا تعلق دل سے ہوتا ہے اور ذاکر کا دل ذکر کی برکت اور نورانیت کی وجہ سے ماسوئ سے پاک ہو جاتا ہے جو عبادات کا اصل مقصود ہے اس لیے سوائے فرائض کے

مرید کو چاہیے کہ باقی سب اوراد و اشغال پر ذکر کو ترجیح دے اور ہمیشہ ذکر میں مشغول رہے تا کہ اللہ رب العزت ذکر کی برکت سے دین و دنیا کے مقاصد میں کامیاب کرے۔

10۔ مرید کو ہر حالت میں متوکل رہنا چاہیے کام کاج میں مشغول رہے بیکار نہ بیٹھے لیکن رازق پروردگار کو سمجھے بلکہ یہ خیال رہے کہ اللہ رب العزت مقدر کا رزق ہر حالت میں پہنچاتا ہے' روزی کے لیے فرمان باری تعالیٰ کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑے کیونکہ مقدر سے زیادہ رزق ملنا محال بلکہ ناممکن ہے اور نافرمانی کی وجہ سے دو جہان کی خرابی میں مبتلا ہونا یقینی ہے پس چاہیے کہ یقین کو چھوڑ کر موہوم کے لیے مصیبت میں مبتلا نہ ہوئے۔

11۔ جس چیز کو پیر مکروہ جانتا ہے اور ہر اُس چیز سے کہ جس سے پیر کو نفرت ہو اُس سے پرہیز کرے اگر چہ وہ اُس کو محبوب ہی ہو چاہیے اس میں اپنا فائدہ دیکھے اور جن کاموں کو پیر کرتا ہے پیر کی اجازت کے بغیر مرید کو نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ مبتدی ہے اور شیخ منتہی ہے مبتدی بمنزلہ بیمار کے لیے اور منتہی بمنزلہ تندرست کے ہوتا ہے۔ تندرست جو چیز کھا سکتا ہے بیمار کو اکثر ان چیزوں سے پرہیز ہوتا ہے' پیر کی مجلس میں کبھی اوراد و وظائف و نوافل کے ساتھ مشغول نہ ہونا چاہیے اور ہمہ تن پیر کے آداب اور نسبت کی طرف متوجہ رہنا چاہیے کیونکہ بقول مولانا روم

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت بے ریاء

12۔ مرید کے دل میں اپنے شیخ کا ادب اس درجہ تک چاہیے کہ شیخ کی مجالس میں بغیر اجازت بات نہ کرے۔ شیخ کی طرف بے باکانہ نظر سے نہ دیکھے۔ دنیا کی ہر چیز سے شیخ کی محبت اس کے دل میں زیادہ ہو کیونکہ جس شخص کی زبان یا کسی اعضاء سے شیخ کے ادب کے خلاف کوئی فعل یا کلام سرزد ہو یا مرید کے دل میں شیخ کے اور آداب کے خلاف خیال بھی پیدا ہو تو وہ مرید منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔

13۔ پیر کامل کی صحبت میں جب مرید پیر کی طرف متوجہ ہو کر ہر شغل سے فارغ ہو کر بیٹھتا

ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو فیض اور انوار پیر پر نازل ہوتے ہیں وہی انوار مرید پر بھی چمکتے ہیں۔

14۔ مرید کو چاہیے کہ جب بھی کبھی پیر کی خدمت میں کوئی عرض کرنے یا کسی دینوی یا دینی حاجت کے بیان کرنے کی ضرورت ہو تو وقت کا خیال رکھے اور جس وقت پیر کو فارغ معلوم کرے اور اپنی طرف متوجہ پائے تو پھر عرض کرے کیونکہ ایسے وقت میں عرض کرنے سے شیخ کی طبیعت زیادہ راغب ہوگی اور حصول مطلب میں جلد کامیابی نصیب ہوگی اور عرض کرنے سے قبل اللہ رب العزت کی بارگاہ اقدس میں ادب اور قبولیت کے لیے دُعا کرے اگر شیخ سے کوئی بات یا کام ایسا صادر ہو جس کی سمجھ نہ آئے تو اعتراض نہ کرے کیونکہ شیخ کامل سے اللہ تعالیٰ اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے خلاف کوئی امر صادر ہونا ممکن نہیں قرآن حکیم میں مذکور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے قصہ کو یاد کرے۔

15۔ تصوف سارے کا سارا ادب ہی ہے، جس مرید کے دل میں پیر کامل کے خلاف خیال بھی پیدا ہو وہ گویا پیر سے دشمنی رکھتا ہے اور دشمن کبھی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا چونکہ شیخ کامل مریدوں کے نہیں بلکہ تمام جہان کے اندیشوں سے واقف ہوتے ہیں اس لیے بے ادب مرید دین ودنیا کی نعمتوں سے محروم ہوتا ہے۔

خلفاءعظام:

حضرت خواجہ امام علی شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درج ذیل خلفاء ہیں۔

1۔ حضرت سید صادق علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ آپ کے صاحبزادے بھی ہیں۔

2۔ حضرت سید لطف اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ قطب وقت اور آپ کے صاحبزادے ہیں۔

3۔ حضرت بہادر شاہ طیب اللہ مشہدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

4۔ حضرت میاں خدا بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

5۔ حضرت مرزا سنگین بیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

6۔ حضرت مولانا محمد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

7۔ حضرت محمد مسعود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

8۔ حضرت میاں عطاء محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

9۔ حضرت مولانا نور احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

10۔ حضرت مولانا شیر محمد خان کابلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

11۔ حضرت مولانا محمد شریف بدخشانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

12۔ حضرت مولانا مولوی فتح محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

13۔ حضرت مولانا مولوی رسول بابار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

14۔ حضرت سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

15۔ حضرت میاں شاہ محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

16۔ حضرت منشی احمد جان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وصال مبارک:

حضرت خواجہ امام علی شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال مبارک ۱۳ شوال المکرم ۱۲۸۲ھ میں ہوا آپ کا مزار مبارک مکان شریف میں مرجع خلائق ہر خاص وعام ہے۔



حضرت بابا فقیر محمد چوراہی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت بابا فقیر محمد چوراہی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے جلیل القدر بزرگ ہیں آپ زہد وورع اور ریاضت میں درجہ کمال پر فائز تھے بلاشبہ ریاضت ومجاہدہ میں یکتائے زمانہ تھے۔

ولادت باسعادت:

حضرت بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت چورہ شریف ضلع کیمبل پور میں ہوئی آپ کے والد ماجد کا نام حضرت نور محمد تیراہی تھا جو زہد وورع اور اسرار طریقت میں باکمال تھے شیخ کامل اور ولی اللہ تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو اس وقت آپ کے جد امجد حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ باحیات تھے آپ کی ولادت کی خبر سن کر فرمایا کہ بچے کو میرے پاس لے کر آؤ چنانچہ حضرت بابا فقیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گود میں لے کر ان کی خدمت میں حاضر کیا گیا تو حضرت خواجہ فیض اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا لعاب دہن حضرت بابا فقیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے منہ میں ڈال کر فرمایا کہ اس لڑکے کی قسمت بڑی اچھی ہے اس کے وجود پاک سے بہت فیض حاصل ہوگا چنانچہ کہا جاتا ہے کہ اُسی دن سے آپ کے چہرہ مبارک سے انوار الٰہی کی کرنیں جگمگانا شروع ہوگئی تھیں۔ آپ کا اسم مبارک تو حضرت فقیر محمد تھا جب کہ لقب حاجی گل تھا آپ کو عقیدت واحترام کے باعث بابا جی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

تعلیم وتربیت:

حضرت بابا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت نور محمد تیراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل کی جو کہ علم وفضل میں ایک ممتاز شخصیت تھے علوم ظاہری اور علوم باطنی میں کمال حاصل تھا حضرت بابا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تمام علوم اور باطنی فیوض اپنے والد ماجد سے حاصل کیے والد ماجد نے آپ کو سب سے پہلے قرآن حکیم کا درس دیا اور قرآن حکیم پڑھایا اس کے ساتھ ساتھ آپ کو عربی فارسی اور اُردو کی کتب کی تعلیم سے بھی روشناس کرایا۔ جب آپ کا تعلیم میں شوق بڑھا تو پھر آپ نے تفسیر، حدیث اور فقہ کی کتب سے استفادہ کیا اور اعلیٰ تعلیم کی روشنی سے اپنے آپ کو منور کیا آپ کی طبیعت کا میلان تصوف کی طرف بھی تھا چنانچہ آپ تصوف کے موضوع پر لکھی گئی کتب کا مطالعہ نہایت ذوق وشوق سے کرتے تھے۔ جب بھی فرصت ہوتی تو بزرگان دین کی کتب کے مطالعہ سے مستفید ہوتے۔

بیعت وخلافت:

حضرت بابا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت نور محمد تیراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ نقشبندیہ کے باکمال بزرگ تھے اور ظاہری وباطنی علوم سے مکمل آگاہی رکھتے تھے بے شمار لوگ ان سے فیض یاب ہوئے تھے چنانچہ حضرت بابا جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی سلسلہ نقشبندیہ میں اپنے والد ماجد سے فیوض وبرکات حاصل کیے اور والد ماجد کے دست حق پرست پر بیعت کی بیس برس کی عمر میں آپ کو والد ماجد نے خرقہ خلافت مرحمت فرمایا اور سلسلہ نقشبندیہ میں تلقین و اشاعت کی تاکید فرمائی اپنے والد ماجد کے زیر سایہ ریاضت وعبادت اور اوراد ووظائف میں زیادہ وقت گزارتے تھے والد ماجد نے بھی آپ پر خصوصی نوازش کی آپ کی روحانی تربیت اس انداز سے فرمائی کہ آپ پر باطنی علوم کے دروازے کھل گئے اور علم وعرفان کا ایک سمندر آپ کے قلب میں موجزن ہوگیا اور چھوٹی عمر میں ہی آپ درجہ کمال پر فائز ہوگئے زیادہ تر وقت عبادت الٰہی میں گزرتا تھا۔

عبادت وریاضت ودیگر معمولات:

حضرت بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر اللہ رب العزت نے علم وعرفان کے

دروازے کھول دیے اور آپ تصوف کے مختلف مراحل و مراتب طے کرتے ہوئے درجہ کمال پر فائز ہو گئے تو اپنا زیادہ تر وقت عبادت و ریاضت میں گزارنے لگے آپ کے معمولات اس طرح سے تھے کہ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد طلوع آفتاب تک مراقبہ کی حالت میں رہتے اس کے بعد قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے اور اڑھائی سپارہ پڑھتے دوپہر کے کھانے سے قبل اپنے بزرگوں کا ختم پاک کراتے پھر کھانا تناول فرماتے اور قیلولہ کرتے تھے۔ جب نماز ظہر کا وقت ہوتا تو اس سے پہلے اُٹھ جاتے اور با جماعت نماز ادا فرماتے نماز سے فارغ ہونے کے بعد قرآن حکیم کی تلاوت فرماتے اس کے بعد اکثر عقیدت مند آپ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے اور اپنی مشکلات آپ کے سامنے بیان کرتے چنانچہ آپ کسی کے حق میں دعا فرماتے کسی کو پانی دم کر کے دیتے اور کسی کو تعویز لکھ کر دیتے تھے اسی اثناء میں نماز عصر کا وقت ہو جاتا تو نماز عصر ادا فرماتے۔ نماز عصر کے بعد ختم مبارک حضرت امام محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پڑھتے آپ کی اس مجلس پاک میں صرف خاص احباب ہی شریک ہونے کی سعادت حاصل کرتے تھے۔ پھر مغرب کی نماز ادا فرماتے اس کے بعد شام کا کھانا تناول فرماتے اور عشاء کے وقت جماعت کے ساتھ نماز عشاء ادا فرماتے۔ آپ ذکر جہری کی بجائے ذکر خفی میں زیادہ تر مشغول رہا کرتے تھے آپ کا قلب مبارک ہمہ وقت ذکر الٰہی میں مصروف رہتا تھا جب کوئی آپ کو دیکھتا تو بظاہر آپ خاموش بیٹھے ہوئے دکھائی دیتے مگر دیکھنے والے کو آپ کے قلب سے ذکر الٰہی کی ہلکی سی آواز نکلتی ہوئی سنائی دیتی تھی، آپ کے روزانہ کے معمولات میں یہ بھی شامل تھا کہ آپ بلا ناغہ ہر روز دلائل الخیرات اور حزب البحر پڑھا کرتے تھے۔

اولیاء کرام سے محبت:

حضرت باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بچپن سے ہی اولیاء کرام سے محبت و عقیدت رکھتے تھے اور تصوف کی طرف مائل تھے اکثر بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دیتے اور فیوض و برکات سے مستفید ہوتے آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے عظیم المرتبت بزرگ حضرت شیخ احمد سرہندی فاروقی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بڑی عقیدت و محبت رکھتے تھے آپ کا معمول تھا کہ ہر سال ان کے عرس مبارک میں شرکت کی غرض سے ایک قافلہ تیار کرتے اس قافلے

میں آپ کے خلفاء اور مریدین کی خاصی تعداد شامل ہوتی تھی آپ اس قافلے کی قیادت کرتے ہوئے سرہند شریف جاتے اور عرس کی تقریبات میں عقیدت و محبت سے حصہ لیتے وہاں پر حسب استطاعت لوگوں کی خدمت بھی کرتے آپ اپنا زیادہ تر وقت حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر مراقبہ کرتے ہوئے گزارتے تھے۔

ارشادات عالیہ:

آپ کے ارشادات عالیہ بہترین اقوال زریں ہیں تبرک کے طور پر چند درج ذیل ہیں چنانچہ فرماتے ہیں۔

1۔ دوستوں کو آپس میں کینہ و حسد نہیں رکھنا چاہیے۔

2۔ سفر و حضر میں ذکر الٰہی جاری رکھو۔

3۔ آپ اکثر یہ حدیث پاک بیان فرمایا کرتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے ''اللہ رب العزت اپنے بندوں سے فرماتا ہے کہ جو شخص میرے حکم پر راضی نہیں اور میری بلا پر صابر نہیں اور میری نصیحت پر شاکر نہیں اور میری عطا پر قانع نہیں پس وہ شخص میرے سوا کسی اور کو اپنا پروردگار بنالے۔''

4۔ اپنا باطن درست کرو اس لیے کہ مرنے کے بعد باطنی اعمال ہی نجات کا باعث ہوں گے۔

5۔ اللہ تعالیٰ کو اللہ تعالیٰ کے لیے چاہو مقصد کے لیے یاد کرنا تو مقصد کی یاد ہے۔

رشد و ہدایت:

آپ کے دست رشد و طریقت پر بے شمار لوگوں نے بیعت کی لاتعداد راہ حق کے متلاشی آپ کی صحبت کاملہ کے طفیل منزل حقیقی کو پا گئے آپ سلسلہ نقشبندیہ کے جامع کمالات بزرگ تھے چونکہ خود بھی حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مطہرہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگی بسر کرتے تھے اس لیے دوسروں کو بھی اسی کی تلقین فرماتے خلاف شرع کاموں پر سخت ناپسندیدگی کا اظہار کرتے اور اپنے پاس آنے والوں کو سنت مطہرہ کی اتباع کرنے کی تعلیم دیتے قرآن و سنت کے مطابق زندگیاں گزارنے کا درس دیتے اور حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

محبت کا سبق لوگوں کے اذہان وقلوب میں ڈالتے۔ جو کوئی آپ کے حلقہ ارادت میں شامل [illegible]
اس پر خصوصی نوازش کرتے اور بڑی توجہ سے اس کی تربیت کرتے تھے آپ نے سلسلہ [illegible]
ہدایت کی ترقی کے ضمن میں دور دراز کے علاقوں کے سفر بھی کیے دوران سفر آپ [illegible]
فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ میں اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوں اس لیے قیام بھی اسی کے گھر [illegible]
آپ کی سیرت وکردار اور آپ کے دینی تبلیغی جذبے کی قدر کرتے ہوئے بہت سے جید [illegible]
بھی آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور آپ کی صحبت کاملہ کی برکت کے طفیل [illegible]
برکات سے مستفید ہوئے۔ آپ اپنے وقت کے اجل اولیاء کرام میں شمار ہوتے [illegible]
طالبان حق آپ کی ایک ہی نگاہ کاملہ سے صاحب ارشاد بن گئے۔

خلفاء کرام:

آپ نے لاتعداد طالبان حق کی تربیت فرمائی ہزار ہا کی تعداد میں خلقت [illegible]
آپ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ حضرت بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد [illegible]
کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے تھے اور مسند رشد وہدایت پر متمکن ہوئے تھے آپ کے [illegible]
کرام نے آپ کے بعد بھی آپ کے جاری کردہ سلسلہ رشد وہدایت کو جاری وساری رکھا [illegible]
سلسلہ نقشبندیہ کی ترویج واشاعت میں سرگرم عمل رہے آپ کے خلفاء کرام درج ذیل ہیں۔

1۔ حضرت خواجہ احمد نبی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ آپ کے صاحبزادے [illegible]
اور ''زلفاں والی سرکار'' کے نام سے مشہور تھے۔ اقوال وافعال اور لباس سنت [illegible]
کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مطابق تھے اپنے والد ماجد حضرت بابا فقیر محمد چوراہی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرح سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے احیاء میں سرگرم عمل [illegible]
تھے اور تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں دور دراز کے علاقوں کے سفر کیے اور اس مقصد [illegible]
لیے دہلی، کشمیر، اجمیر شریف، امرتسر، گورداسپور، بمبئی، سندھ، بلوچستان اور افغانستان
میں بھی گئے۔ اپنی عمر مبارک کے آخری بیس برس لاہور کی آبادی وسن پورہ میں
گزارے کیونکہ ان کے کافی مریدین لاہور میں تھے اور ان کے اصرار پر لاہور میں
اقامت اختیار کی اپنے ایک عقیدت مند بابا وسن کے کنویں پر تشریف لائے اور [illegible]

حجرہ میں عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے۔ جس مسجد میں نماز ادا فرمایا کرتے تھے وہ جگہ
چوک پیراں والا کے نام سے مشہور ہو گئی آپ نے وسن پورہ لاہور میں سلسلہ عالیہ
نقشبندیہ کی ترویج وترقی کے لیے بہت کام کیا لاہور میں ہی وصال ہوا نماز جنازہ
حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ الوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پڑھائی اور بعد میں آپ
کا مزار مبارک چورہ شریف میں بنایا گیا۔

2۔ امیر ملت حضرت حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

3۔ حضرت حاجی جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

4۔ حضرت حافظ عبد الکریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عیدگاہ راولپنڈی۔

5۔ حضرت محمد حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گجرات۔

6۔ حضرت حافظ فتح الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

7۔ حضرت مولوی غلام یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

8۔ حضرت سید اکبر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

9۔ حضرت مولوی غلام محمد بگوی لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

10۔ حضرت راجہ شیر باز خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

11۔ حضرت مولوی محمد حسین پسروری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

12۔ حضرت مولوی غلام نبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

13۔ حضرت بابا محمد خان عالم باؤلی شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

وصال مبارک:

حضرت بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دنیائے فانی میں اپنی دنیاوی زندگی کے ماہ وسال گزار کر ۲۹ محرم الحرام ۱۳۱۵ھ بمطابق یکم جولائی ۱۸۹۷ء میں جمعرات کے دن عصر کے وقت وصال فرما گئے آپ کا مزار مبارک چورہ شریف میں واقع ہے جہاں روزانہ لاتعداد عقیدت مند مزار مبارک پر حاضری کی سعادت حاصل کر کے مستفید ہوتے ہیں۔

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

عاشق ربانی شیر یزدانی' عارفِ اکمل حضرت میاں شیر محمد نقشبندی شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے اجل اور صاحب کرامت ولی اللہ ہوگزرے ہیں آپ نے ساری زندگی سنت مطہرہ کی پیروی میں گزاری اور اپنے عقیدت مندوں کو بھی اسی بات کا درس دیا۔ آپ علم و فضل کے مرتبہ کمال پر فائز تھے ظاہری و باطنی علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ لاتعداد افراد آپ کی صحبت کاملہ سے فیض یاب ہوئے تاحال آپ کے آستانہ عالیہ سے فیض کا یہ سلسلہ جاری وساری ہے۔

آباؤ اجداد:

عاشق ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباؤ اجداد کابل افغانستان سے ہجرت کر کے پنجاب کے علاقہ قصور میں آ کر مقیم ہوئے کہا جاتا ہے کہ اس علاقہ میں قحط سالی کی وجہ سے حجرہ شاہ مقیم تشریف لے گئے اور وہاں پر قیام فرمایا آپ کے جد اعلیٰ مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن دنوں حجرہ شاہ مقیم میں سکونت رکھتے تھے ویدیوؤں نے اس علاقہ پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا اس دوران مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی گرفتار کر لیا گیا ان کی قید سے جب رہائی ملی تو حجرہ شاہ مقیم سے شرقپور شریف تشریف لے آئے اور اس مقام پر مستقل سکونت اختیار کی۔ حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد میاں عزیز الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھے جو قادری طریق میں بیعت تھے نہایت نیک سیرت اور پاک طینت بزرگ تھے رہتک میں ملازمت کرتے تھے اور وہیں پر ان کا انتقال ہوا۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت سے قبل ایک مجذوب بزرگ شرقپور شریف میں تشریف لائے اور اکثر آپ کے گھر کے گرد چکر لگاتے ہوئے لمبے لمبے سانس لیتے جیسے کہ کوئی خوشبو سونگھتا ہے جب ان سے پوچھا جاتا تو کہتے کہ اس گھر سے دوست کی خوشبو آ رہی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ ہوگا۔ اسی طرح آپ کی ولادت سے قبل حضرت خواجہ امیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکثر شرقپور شریف جانا شروع کر دیا تاکہ اس بابرکت بچے کو نسبت نقشبندیہ سے مستفیض فرمائیں۔ ۱۲۸۲ھ میں حضرت میاں شیر محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت شرقپور شریف میں ہوئی ولادت کے ساتویں دن آپ کا اسم پاک شیر محمد رکھا گیا۔

بچپن کے اہم واقعات:

حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مادرزاد ولی اللہ تھے جو کوئی آپ کو دیکھتا تو بے اختیار کہہ دیتا کہ آپ مادرزاد ولی اللہ ہیں۔ آپ کا بچپن عام بچوں کی طرح نہ تھا آپ بچپن سے ہی گوشہ نشینی کو پسند فرماتے تھے بچوں کے ساتھ کھیلتے کودتے نہ تھے آپ کی حیا کا یہ عالم تھا کہ چھوٹی سی عمر میں بھی جب کبھی محلہ سے گزرتے تو سر مبارک پر چادر اوڑھے ہوئے ہوتے محلہ کی عورتیں آپ کی نگاہ کی پاکیزگی اور حیاء کی قدر کرتی تھیں۔ بچپن سے ہی آپ کی پیشانی مبارک سے نور ولایت ہویدا تھا۔ آپ کی طبیعت بچوں کے ساتھ کھیل کود کی طرف مائل نہ ہوتی تھی اور نہ ہی آپ کھیل کود میں وقت ضائع کرنا پسند فرماتے تھے آپ بچوں سے الگ تھلگ رہا کرتے تھے۔

تعلیم و تربیت:

آپ کو قرآن حکیم پڑھنے کی غرض سے مکتب میں داخل کرایا گیا تو آپ نے بہت جلد قرآن حکیم پڑھ لیا اس کے بعد عربی اور فارسی کی دیگر کتب کی تعلیم حاصل کی علاوہ ازیں لکھنے میں بھی خاصی مہارت حاصل کر لی کہا جاتا ہے کہ بچپن میں آپ کے جد امجد حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو قرآن حکیم کا سپارہ پڑھنے کے لیے دیتے تو آپ پڑھتے ہوئے اس قدر زاری کرتے کہ آنسوؤں کے ٹپکنے کی وجہ سے چند دنوں میں ہی سپارہ کے اوراق

گیلے ہو کر پڑھنے کے قابل نہ رہتے اس ضمن میں جب آپ کے جد امجد آپ سے باز پُرس کرتے تو آپ خاموشی اختیار کرتے اور جب زیادہ پوچھا جاتا تو رو پڑتے تھے۔

بیعت وخلافت:

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوٹلہ شریف میں حضرت بابا امیر الدین نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے اور علوم باطنی کی برکات سمیٹیں اپنی بیعت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوٹلہ شریف والے شرقپور میں تشریف لاتے تو ہماری مسجد میں ان کی تشریف آوری ہوتی اور وہ میرے جد امجد کے پاس ٹھہرتے اور چلے جاتے اور پھر تشریف لے آتے۔ کچھ مدت کے بعد مجھے بیعت کی سعادت حاصل کرنے کی ترغیب دلانی شروع کی لیکن میرا دل نہیں مانتا تھا میں خیال کرتا تھا کہ میں اس عمر رسیدہ بزرگ سے بیعت نہیں کروں گا چونکہ حضرت بابا امیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میری تاک میں رہتے تھے آخر کار مجھ پر تصرف فرمایا اور میں بیعت کے لیے راضی ہو گیا۔

کرامات:

حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلاشبہ صاحب کرامت ولی اللہ تھے مگر کرامت کے اظہار کو پسند نہ فرماتے تھے اس کے باوجود آپ سے بہت سی کرامات کا ظہور صادر ہوا۔ آپ مستجاب الدعوات اور بارگاہ الٰہی کے مقبول بندے تھے ذیل میں آپ کی چند کرامات کا بیان کیا جاتا ہے۔

کھانے میں برکت:

ایک مرتبہ آپ کے ہاں تقریبا بیس مہمان آ کر ٹھہرے ان کے لیے خور[illegible] انتظام کیا گیا لیکن جب مہمانوں کو کھانا کھلانے کے لیے ان کے آگے کھانا رکھا گیا تو وقت تقریبا بیس اشخاص مزید آ گئے یہ دیکھ کر آپ نے درویشوں سے فرمایا کہ گھر سے جا روٹیاں لے آؤ۔ درویشوں نے عرض کی کہ گھر میں تو مزید کوئی کھانا نہیں ہے۔ آپ نے پھر بازار سے ہی لے آؤ۔ آپ کے حکم کے مطابق درویش بازار سے روٹیاں لینے کے لیے

ابھی وہ تھوڑی دور ہی گیا تھا کہ آپ نے اسے واپس بلوا لیا اور فرمایا رہنے دو جو موجود ہے وہی انشاء اللہ کافی ہے۔ آپ نے اُن آنے والوں کو بھی دستر خوان پر بٹھا دیا انہوں نے بھی کھانا شروع کر دیا۔ جب سب لوگوں نے کھا لیا تو اس کے باوجود بہت سا کھانا بچ بھی گیا۔

چوہوں نے نقصان نہ پہنچایا:

آپ کے ایک خادم میاں احمد دین شاہ پوری بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شاہ پور میں تشریف لائے تو ہم ان کی خدمت میں عقیدت مندانہ حاضر ہوئے چونکہ اُن دنوں چوہے فصلوں کا بہت زیادہ نقصان کرتے تھے اس وجہ سے سب لوگ کافی پریشان تھے میں نے عرض کیا کہ چوہے فصلوں کو بہت نقصان پہنچا رہے ہیں آپ نے فرمایا، تمہاری فصل کہاں ہے؟ اس پر میں آپ کو اپنے کھیت میں لے گیا آپ میرے کھیت میں چلے گئے اور چلتے ہوئے دوسری طرف سے باہر نکل گئے اس دن کے بعد چوہوں نے ہماری فصل کا نقصان نہ کیا جب کہ ہمارے ارد گرد کے دوسرے کھیتوں میں چوہے اسی طرح فصل خراب کرتے رہے۔

تھانیدار گرویدہ ہو گیا:

ایک مرتبہ آدھی رات کے وقت حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بازار میں تشریف لے جا رہے تھے اسی دوران ایک سکھ تھانیدار اپنے سپاہیوں کے ساتھ گشت کر رہا تھا تھانیدار نے دور سے آپ کو دیکھا تو آواز دی آپ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اس پر تھانیدار نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اس شخص کو پکڑ کر لے آؤ سپاہی دوڑے ہوئے آئے اور آپ کو لے گئے۔ سپاہی آپ کو جانتے تھے اس لیے انہوں نے آپ کے متعلق تھانیدار سے کہا کہ یہ تو میاں صاحب سائیں لوگ ہیں۔ تھانیدار بڑے تکبر سے بولا تم نہیں جانتے میں ان لوگوں کو خوب جانتا ہوں یہ لوگ چوروں اور ڈاکوؤں کے تھامو (سنبھالنے والے) ہیں۔ آپ نے تھانیدار کو کچھ نہ کہا تھانیدار نے بھی اور کوئی بات نہ کی آپ اپنے گھر تشریف لے گئے اگلے دن آپ آغا سکندر شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کرنے کی غرض سے پشاور تشریف لے گئے اسی رات چوروں نے تھانیدار کے گھر میں چوری کر ڈالی اس کے بعد تھانیدار کے دل

میں آپ کا اعتقاد پیدا ہوگیا اور وہ جب تک شرقپور شریف میں رہا آپ کی خدمت میں اکثر حاضر ہو کر عقیدت کا اظہار کرتا۔

سکھ مسلمان ہوگیا:

ایک مرتبہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور تشریف لائے اور اپنے مریدین کے ہمراہ لوہاری گیٹ کے باہر سے گزرے ان دنوں لاہور میں سکھوں کا کوئی میلہ تھا جس کی وجہ سے دوسرے شہروں اور دیہات سے بھی بہت سے سکھ لاہور آئے ہوئے تھے حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب لوہاری گیٹ کے باہر سے گزر رہے تھے تو عین اس وقت سامنے انار کلی سے سکھوں کا ایک جتھہ باہر نکل رہا تھا آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا سکھوں سے آمنا سامنا ہوگیا۔ ان سکھوں میں ایک نہایت خوبصورت وجیہہ وشکیل، خوبرو نوجوان بھی تھا آپ نے اس سکھ نوجوان کی طرف ایک بھرپور نگاہ ڈالی اور بارگاہ الٰہی میں دعا کی، اے اللہ! اس قدر خوبصورت شخص دوزخ میں جائے میرا دل نہیں چاہتا، یا اللہ! تو اس کو اسلام کی دولت سے مالا مال فرمادے اور جنت کا حقدار ٹھہرادے ابھی آپ یہ دعا مانگ ہی رہے تھے اور آپ کی نگاہ کاملہ سکھ نوجوان کی طرف مبذول تھی کہ وہ سکھ آپ سے مخاطب ہو کر بولا، میاں جی! مجھ سے آپ کو کوئی کام ہے یا آپ مجھے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے فرمایا، جوان! تمہیں مَیں نے کیا کہنا ہے جسے کہنا تھا اُس سے کہہ دیا ہے۔ سکھ نوجوان جو نے بولا، مجھے بھی تو بتائیں کہ آپ نے کس کو اور کیا کہا ہے۔ آپ نے فرمایا، میں نے کہا تو اللہ تعالیٰ سے ہے اور تمہارے متعلق کہا ہے کہ اس قدر خوبصورت چہرے والے خوبرو نوجوان کو دوزخ میں نہیں جانا چاہیے۔ اب اُس کی منشاء ہے کہ وہ کیا کرتا ہے۔ سکھ نوجوان یہ بات سنتے ہی فوری طور پر آپ کے قدموں پر گر گیا اور آپ سے عرض کی کہ مجھے کلمہ اسلام پڑھائیں۔

اس نوجوان کے ساتھی سکھوں نے جب یہ صورتحال دیکھی تو انہوں نے سکھ نوجوان کو سمجھانے کی کافی کوشش کی اور اسے واپس چلنے پر مجبور کرنے لگے لیکن اُس نوجوان کے قلب پر حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ کاملہ کا اثر ہو چکا تھا اس نے کہا کہ مجھے تو میری منزل مل گئی ہے میں اب واپس کہاں جاؤں اور کیوں جاؤں۔ اس طرح وہ نوجوان قبول اسلام

کے بعد پکا سچا مسلمان بن گیا اور حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاص مریدوں میں اس کا شمار ہونے لگا۔

انگلی ٹھیک ہوگئی:

آپ کے ایک عقیدت مند بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے بائیں ہاتھ کی انگلی پر ایسی زبردست چوٹ لگی کہ جس کے باعث ہڈی ٹوٹ گئی کئی ماہ تک میں نے علاج کرایا مگر کوئی فرق نہ پڑا آخرکار انگلی ٹیڑھی ہو کر بالکل خشک اور ناکارہ ہوگئی اپنے معمول کے مطابق ایک دن میں شرقپور شریف میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کی نگاہ میری انگلی پر پڑی تو اس کے متعلق آپ نے مجھ سے پوچھا اس پر میں نے ساری بات آپ کو بتادی آپ نے اُسی وقت اپنا دست اقدس میرے ہاتھ پر رکھا اور میری انگلی بالکل ٹھیک اور درست حالت میں ہوگئی جیسا کہ تندرستی کی حالت میں تھی۔

قرض خواہوں نے تنگ نہ کیا:

ایک مرتبہ قصور کا ایک شخص میاں نور حسن اپنے ایک عزیز کے ہمراہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میاں صاحب! ہمیں کاروبار میں سولہ ہزار کا نقصان ہوگیا ہے۔ اس کی یہ بات سُن کر آپ ہنس دیے۔ اس نے جب کئی مرتبہ التجا کرتے ہوئے اپنی بات کو دہرایا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا' میں کب چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کا نقصان ہو۔ کچھ توقف کے بعد فرمایا جاؤ تمہیں کوئی تنگ نہیں کرے گا۔ اس بات کو ایک مدت گزر گئی اس دوران کبھی کبھار آپ دریافت فرماتے کہ کیوں بھئی قرض خواہوں نے کبھی تقاضہ تو نہیں کیا؟ عرض کیا کہ تقریباً دس برس تو گزر چکے ہیں کسی نے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کیا۔

درد ختم ہوگیا:

ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مجھے ناف تلے بہت شدید درد ہو رہی ہے یہ سُن کر آپ جلال میں آگئے اور فرمایا اس طرح کی درد مجھے تو کبھی نہیں ہوئی تمہیں کیوں ہوئی؟ حاضرین میں سے ایک شخص کا کہنا ہے کہ میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ بات کہنے کی کیا ضرورت ہے اگر آپ کو کبھی درد نہیں ہوئی تو ضروری نہیں کہ دوسرے کو بھی نہ ہو۔

اسی اثناء میں وہ شخص پکار اُٹھا میاں جی! میری درد ختم ہوگئی ہے۔

سیرت مبارکہ واقعات کے آئینہ میں:

حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت مبارکہ سنت مطہرہ کی پیروی کا ایک بہترین نمونہ تھی آپ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مطہرہ کی پیروی کرنے کی ہر ایک کو تلقین فرمایا کرتے تھے ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک مولوی صاحب حاضر ہوئے اور زمانے کی بے ثباتی کے متعلق باتیں ہونے لگیں مولوی صاحب نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ حدیث مبارکہ میں بھی اسی طرح ہی آیا ہے کہ قیامت کے نزدیک مساجد کی تعداد بہت ہوگی جب کہ نمازی کم ہوں گے۔ فسق وفجور اس قدر بڑھ جائے گا کہ اسلام کا صرف نام ہی رہ جائے گا۔ حدیث مبارکہ کے مطابق یہ سب کچھ تو ہوگا آپ نے مولوی صاحب کی بات سُن کر فرمایا مولوی صاحب! اگر کسی جاری نہر میں جا بجا سوراخ ہو جائیں اور ان سوراخوں سے پانی نکل کر جا بجا بہنا شروع ہو جائے تو کدال لے کر ان سوراخوں کو مزید کھلا کرنا چاہیے یا ان کو بند کر دینا چاہیے۔ مولوی صاحب نے آپ کی یہ بات سُنی تو حیرت زدہ ہوئے اور عرض کی کہ ایسی صورت میں تو سوراخوں کو بند کر دینا ہی مناسب ہے۔ اس پر آپ نے فرمایا، اس وقت سنت مطہرہ کی حفاظت کی شدید ضرورت ہے ایسے دور میں جو کوئی سنت مطہرہ کی حفاظت کرے گا حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ روز محشر وہ میرے ساتھ ہوگا بلکہ اسے سو شہیدوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

رشوت خور افسر پر ناراضی:

آپ رشوت لینے والے سرکاری اہلکاروں کو پسند نہ کرتے تھے جس کسی حاضر ہونے والے شخص کے متعلق آپ کو شبہ ہوتا کہ یہ رشوت خور ہے اور رشوت کی کمائی سے اپنی زندگی گزارتا ہے تو اس کی طرف توجہ نہ فرماتے تھے بلکہ اس سے کوئی نذر وغیرہ بھی قبول نہ فرماتے تھے اس کو آرام سے سمجھاتے رزق حلال سے زندگی گزارنے کی تلقین کرتے اسی طرح کسی ظالم افسر کو بھی اچھا نہیں سمجھتے تھے اور اس کی طرف بھی توجہ نہ فرماتے تھے۔ رشوت خوروں سے آپ کو بڑی نفرت تھی ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ریلوے کا ایک سپرنٹنڈنٹ آپ کی خدمت میں عقیدت کا اظہار

کرتے ہوئے حاضر ہوا اس ریلوے افسر کا حلیہ بالکل انگریزوں جیسا تھا کلین شیو تھا ہیٹ سر پر رکھا ہوا تھا آپ نے اس کی طرف دیکھ کر ناگواری سی محسوس کی مگر بڑے آرام سے اس سے دریافت کیا کہ آپ کو کیا تنخواہ ملتی ہے؟ اس نے کہا کہ ایک ہزار روپے تنخواہ ملتی ہے اور باقی اللہ کا فضل بھی خوب ہو جاتا ہے۔ زندگی بڑے مزے سے گزر رہی ہے۔ یہ سُن کر آپ کو اس قدر غصہ آیا کہ ضبط نہ کر سکے اور اس زور سے اس کے منہ پر تھپڑ مارا کہ اس کا ہیٹ دور جا گرا اور وہ خود بھی لڑکھڑا گیا، پھر فرمایا، یہ رشوت کی کمائی تجھے قبر میں منکر نکیر سے بچالے گی کیا پُل صراط پر یہ روپیہ تجھے پار کرادے گا اور کیا تو یہ رشوت کے پیسے دے کر جنت میں چلا جائے گا یہ کیسی مسلمانی ہے سب انگریز کے بچے بنے پھرتے ہیں۔ پھر نہایت آرام سے اسے سمجھایا میاں! اللہ تعالیٰ کے قانون کی پابندی بھی کوئی چیز ہے وہ کون آکر کرے گا اپنے پیدا کرنے والے کے متعلق کچھ تو سوچو۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی باتیں سُن کر اُس ریلوے افسر پر اس قدر اثر ہوا کہ اس نے آئیندہ کے لیے رشوت لینے سے توبہ کی اور اپنی حالت درست کرنے کا وعدہ بھی کیا۔

حق گوئی و بے باکی:

ایک مرتبہ ایک شخص نے عدالت میں نکاح پر نکاح کا جھوٹا دعویٰ دائر کیا اور اپنے دعویٰ میں اس نے تحریر کروایا کہ میرا نکاح حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پڑھایا تھا۔

اس پر عدالت کی طرف سے آپ کو بلوایا گیا تو آپ تحصیل میں تشریف لے گئے اور جوتیوں سمیت کمرے میں داخل ہوگئے دروازے پر کھڑے سپاہی نے آپ کو روکنا چاہا اور کہا کہ جوتے اتار کر اندر آئیں۔ آپ نے فرمایا، کیوں یہ کوئی مسجد ہے۔ تحصیلدار یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اُس نے سپاہی کو اشارہ کیا کہ ان کو منع نہ کرو جوتیوں سمیت ہی آنے دو۔ جب آپ تحصیلدار کے پاس پہنچے تو تحصیلدار نے آپ کی گواہی لینے سے قبل آپ سے کہا کہ آپ پہلے یہ اقرار کریں کہ میں جو کچھ کہوں گا سچ کہوں گا اور سچ کے سوا کچھ نہ کہوں گا۔ آپ اس کی بات سُن کر مسکرائے اور نہایت بیباکی سے فرمایا، تمہاری عدالتوں میں کہیں سچ بھی ہے؟ تحصیلدار کھسیانا ہو کر بولا، جو کچھ بھی ہے ہم نے کہلوانا تو ہوتا ہے خیر چھوڑیں اس بات کو یہ بتایئے کہ آپ فریقین کو جانتے ہیں؟

آپ نے فرمایا، نہ میں ان کو جانتا ہوں اور نہ ہی دوسرے فریق کو جانتا ہوں اور نہ ہی میں نے ان کا نکاح پڑھا ہے۔ باوجود اس کے تحصیلدار ہندو تھا اس نے آپ کی حق گوئی کی بڑی قدر کی اور نہایت عزت واحترام سے آپ کو رخصت کیا۔

ظالم کی سرزنش:

آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ کسی بھی ظالم سے کوئی ہدیہ وغیرہ قبول نہ فرماتے تھے اور نہایت بیباکی سے اُس کے منہ پر کہہ دیتے تھے کہ تم ظالم ہو اپنی اصلاح کرو ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ کی خدمت میں ڈپٹی سلطان احمد خان نے دوروپے نذر پیش کیے آپ نے اُس سے فرمایا کہ مجھے تمہارے دوروپے نہیں چاہیے تم ظالم آدمی ہو۔ ڈپٹی نے عرض کی، میاں صاحب! ظالم تو میں ہوں لیکن یہ دوروپے جو میں آپ کی نذر کر رہا ہوں میری تنخواہ میں سے ہیں اس کے باوجود آپ نے اس کے روپے قبول نہ فرمائے اور اسے واپس لوٹا دیئے اس نے کافی اصرار کیا مگر آپ نے انکار فرمایا اور اس کو چند نصیحتیں کر کے رخصت کر دیا۔

طبیعت میں انکساری:

آپ کی طبیعت عالیہ میں انکساری اور کسر نفسی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کسی کو بھی کمتر خیال نہ کرتے تھے اس بات کو قطعاً پسند نہیں فرماتے تھے کہ کوئی آپ کی جوتی کو ہاتھ لگائے اگر کوئی عقیدت سے آپ کی جوتی سیدھی کر دیتا یا آپ کے پاس رکھ دیتا تو اس پر خفا ہوتے اور فرماتے کہ اسے اب تم ہی لے جاؤ میں اس قابل نہیں ہوں کہ کوئی میری جوتیاں سیدھی کرے البتہ اگر کوئی بزرگوں کی جوتی اس طرح عقیدت سے رکھے تو اس میں کوئی قباحت نہیں مجھ میں تو ایسی کوئی بات نہ ہے نہ میں بزرگ ہوں اور نہ ولی ہوں پھر تم لوگ میرے ساتھ اس طرح کیوں کرتے ہو۔

مزار پر حاضری:

آپ اکثر عقیدت ومحبت سے مکان شریف تشریف لے جایا کرتے تھے ایک مرتبہ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ ایک شخص مزار پر سجدہ کر رہا ہے آپ نے اس پر ایک جلالی نگاہ کاملہ ڈالی وہ شخص الٹ کر گر پڑا۔ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عادت مبارکہ تھی کہ جس بھی مزار پر حاضری دیتے قبر کو ہاتھ تک نہ لگاتے تھے خاموشی سے پاس کھڑے رہتے یا بیٹھ جاتے

تھے۔ شریعت مطہرہ کے خلاف عمل ہوتا ہوا ملاحظہ فرماتے تو آپ پر جلال کی کیفیت طاری ہو جاتی۔

بھنگن کی مدد:

آپ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا کرتے ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کرنے کا جذبہ آپ میں بہت زیادہ تھا اس ضمن میں آپ کوئی تخصیص نہ رکھتے تھے مسلمان ہو یا غیر مسلم ہر ایک کے ساتھ اچھا برتاؤ رکھتے ایک مرتبہ آپ قصور تشریف لے گئے اور اپنے عقیدت مندوں کے ساتھ قبرستان کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ بازار میں ایک بھنگن بازار کا کوڑا کرکٹ اور نجاست وغیرہ اکٹھی کر کے ایک ٹوکری میں ڈالے اس انتظار میں کھڑی تھی کہ کوئی ٹوکری اُٹھا کر سر پر رکھنے میں اس کی مدد کرے چونکہ ٹوکری نجاست سے بھری ہوئی تھی اس لیے کوئی بھی اس کے پاس کھڑا ہونا تک گوارا نہ کرتا تھا بھنگن کی گود میں اس کا ایک بچہ بھی تھا جس کی وجہ سے اُسے اکیلے ٹوکری اُٹھا کر سر پر رکھنے میں مشکل پیش آ رہی تھی جیسے ہی آپ کی نظر اُس پر پڑی آپ فوری طور پر آگے بڑھے اس کی پریشانی کو محسوس کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں سے وہ نجاست والی ٹوکری اُٹھا کر اس کے سر پر رکھ دی جو ساتھی آپ کے ہمراہ تھے وہ یہ منظر دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے اس کے بعد آپ ان کے ساتھ قبرستان کی طرف تشریف لے گئے۔

سمجھانے کا بہترین انداز:

ایک مرتبہ آپ حجرہ شریف میں تشریف لے گئے چونکہ یہاں پر آپ کے بزرگوں کا پیر خانہ تھا خانقاہ عالیہ کے گدی نشین جو اس وقت وہاں پر تھے اُن کی عادات ملاحظہ فرمائیں تو بہت بے چین ہوئے کیونکہ ان گدی نشین کی داڑھی کتری ہوئی تھی نماز کے اوقات کی پابندی میں غفلت سے کام لیتے تھے جب کہ شکار کی غرض سے بندوق اور کتے بھی رکھے ہوئے تھے۔ آپ نے اُن سے فرمایا کہ یہ کون سا طریقہ ہے جو آپ نے اپنا رکھا ہے کیا آپ کے آباؤ اجداد اس طرح کے کام کرتے تھے یا حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام یا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ سنت ہے؟ گدی نشین کے دل پر آپ کی باتوں کا بڑا اثر ہوا کیونکہ شاید اس سے قبل اُن کو کسی نے اس طرح سمجھایا نہ تھا اس لیے شرمندہ بھی ہوئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور اعتراف کرتے

ہوئے کہنے لگے کہ یہ سب کچھ میں نے اپنے بزرگوں کے خلاف کیا ہے اب آئندہ کے لیے میں غیر شرعی افعال سے توبہ کرتا ہوں۔

بیٹھنے کا ڈھنگ:

حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ زندگی کے تمام معمولات میں شریعت مطہرہ کی پیروی کا خاص طور پر خیال رکھا کرتے تھے اگر کوئی آپ کی مجلس پاک میں آلتی پالتی مار کر بیٹھتا تو آپ اس پر خفا ہوتے اور فرماتے لوگوں کو بیٹھنے کا طریقہ بھی نہیں آتا پہلے بیٹھنے کا طریقہ تو سیکھنا چاہیے آپ دوزانو ہو کر بیٹھنے کو پسند فرماتے تھے۔

مسلمانوں کی حالت پر تنبیہ:

ایک مرتبہ آپ فیض پور گاؤں میں پیر حسن شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فاتحہ کی غرض سے تشریف لے گئے آپ کی آمد پر گاؤں کے تقریباً تمام افراد اکٹھے ہو گئے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ نے وعظ فرمایا اور مسلمانوں کو ان کی حالت پر کافی تنبیہ کی۔ ایک سکھ بھی وہاں پر موجود تھا آپ نے اسے اپنے پاس بٹھایا اور مسلمانوں کا اس کی شکل وصورت سے موازنہ کرایا وہاں پر موجود مسلمان بہت شرمسار ہوئے اور آئندہ کے لیے اپنے حلیے اور اشکال شباہت درست کرنے کا عہد کیا۔

عاداتِ مبارکہ:

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عادات مبارکہ سنتِ مطہرہ کی پیروی کا بہترین نمونہ تھیں ذیل میں آپ کی روزمرہ کی چند عادات کا بیان کیا جاتا ہے کہ جس کے مطابق آپ نے اپنی حیات طیبہ اس دنیائے فانی میں گزاری۔

سلام کرنے میں پہل:

آپ سلام کرنے میں ہمیشہ پہل کرتے تھے اور اس معاملے میں سبقت فرماتے تھے رستے میں چلتے ہوئے اگر کوئی راستے میں مل جاتا تو اُسے خود سلام کرتے البتہ کسی فاسق وفاجر شخص کو دیکھتے بعض مرتبہ تو شدید بیزاری کا اظہار کرتے اور بعض مرتبہ نہایت پیار سے اُسے سمجھاتے

اگر کوئی غیر مسلم آپ کی تعظیم کرتے ہوئے جھک کر آپ کے گھٹنوں کو ہاتھ لگاتا تو آپ اسے کچھ نہ کہتے بلکہ خاموشی اختیار کرتے لیکن اگر کوئی مسلمان اس طرح عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے جھک کر گھٹنوں کو ہاتھ لگاتا تو شدید خفگی کا اظہار فرماتے تھے اور اس کو اس بات سے منع فرماتے تھے۔

اینٹ پتھر راستے سے ہٹانا:

آپ کا یہ معمول تھا کہ بازار میں جب تشریف لے جاتے تو چلتے ہوئے اپنی نگاہیں نیچی رکھتے اور اپنے قدموں کے آگے آگے رکھتے تھے اگر کوئی اینٹ، پتھر یا کوئی ایسی چیز جس سے راہ چلتے ہوئے ٹھوکر لگنے کا اندیشہ ہوتا اُس چیز کو اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر راستے سے پَرے کر دیتے تھے۔

لباس مبارک:

آپ کا لباس مبارک نہایت سادہ ہوتا۔ سادگی کو پسند فرماتے زیادہ باریک لباس پہننا اچھا نہیں سمجھتے تھے اس لیے آپ کا لباس موٹے کپڑے سے بنا ہوا ہوتا تھا۔ عام طور پر سفید کپڑے زیب تن فرماتے۔ سیاہ لباس کو پسند نہیں فرماتے تھے پگڑی کے ساتھ ٹوپی ضرور پہنتے تھے اگر کوئی شخص صرف پگڑی پہنتا تو اس پر خفا ہوتے اور فرماتے کہ حدیث پاک میں آیا ہے نصاریٰ صرف ٹوپی پہنتے تھے اور یہودی صرف پگڑی پہنتے تھے جب کہ حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دونوں چیزوں کا حکم فرمایا تھا، کئی لوگ آپ کی خدمت میں سرخ رومی ٹوپی پہن کر حاضر ہوتے تو آپ اس بات کو ناپسند کرتے تھے اور فرماتے کہ صرف ٹوپی عیسائی پہنتے ہیں اگر کسی نے صرف پگڑی پہنی ہوتی تو اسے آپ اپنے پاس سے ٹوپی دے دیا کرتے اس مقصد کے لیے آپ نے بہت سی ٹوپیاں دیسی لٹھے کی سلوا کر اپنے پاس رکھی ہوئی تھیں اگر کوئی آپ کے پاس صرف ٹوپی پہن کر حاضر ہوتا تو آپ اس کو پگڑی اپنے پاس سے عطا فرما دیا کرتے تھے۔

سیاہ جوتے سے نفرت:

حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سیاہ رنگ کے جوتے پہننا پسند نہیں کرتے

تھے اگر کسی کے پاس سیاہ بوٹ دیکھ لیتے تو خفگی کا اظہار کرتے ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب سیاہ رنگ کے جوتے پہن کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے شدید ناراضی کا اظہار فرمایا اور ان سے فرمایا کہ لوگوں کو یہی وعظ سنایا کرتے ہو خود تو سیاہ جوتا پہنا ہوا ہے پھر آپ نے بازار سے ان کے لیے ایک نیا جوتا خریدا اور مولوی صاحب کو دے دیا۔ آپ زرد رنگ کی جوتی پہننا پسند فرماتے تھے اور خاص طور پر قصور سے بنوایا کرتے تھے۔ زندگی میں کبھی آپ نے سیاہ جوتا استعمال نہیں فرمایا۔

دوگرتے:

گرمیوں کے موسم میں آپ کا معمول تھا کہ آپ دوکرتے زیب تن فرمایا کرتے تھے اگر کوئی سوالی حاضر خدمت ہوتا تو ایک کرتہ اُتار کر اسے مرحمت فرما دیا کرتے تھے۔

تبلیغ و تلقین کرنا:

آپ کی عادت مبارکہ میں یہ بات شامل تھی کہ آپ ہر آنے والے کو نیکی کی تلقین ضرور فرمایا کرتے تھے کوئی دنیادار آپ کی خدمت میں جب حاضر ہوتا تو آپ اس کو خاص طور پر نیکی کی طرف راغب کرتے ہوئے تلقین اس طرح فرماتے کہ آپ کی بات اس کے قلب پر اثر کرتی ایسے دنیاداروں سے آپ اکثر فرماتے کہ اب تو قرآن پاک کو لوگوں نے بالکل ہی چھوڑ دیا ہے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے بے شمار تکالیف اُٹھا کر دین کو حاصل کیا اس عظیم مقصد کی خاطر اپنی جانوں کی پرواہ نہ کی۔ بھوک اور پیاس برداشت کی مگر ہم لوگوں کو اس کی کوئی قدر نہیں ہے کیونکہ ہمیں تو بڑی آسانی سے دین پہنچا ہے اور ہم اپنے نفس کے پیچھے پڑ گئے اپنی خواہشوں کو ہم نے اپنا خدا بنا لیا ہے۔

شانِ بے نیازی:

ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ مجھے چوتھے کا بخار آتا ہے آپ نے اُسے ایک تعویز لکھ کر دیا جس کی برکت سے اُس کا بخار ختم ہو گیا اس پر وہ شخص ایک بھینس لے کر حاضر ہوا آپ نے دیکھا تو فرمایا میں نے بھینس رکھنی تو ہے نہیں تم سے لے کر جو کسی دوسرے کو دے دوں گا تو بہتر ہے کہ تم ہی اسے اپنے پاس رکھو اور واپس لے جاؤ چنانچہ وہ

شخص اپنی بھینس کو واپس لے کر چلا گیا۔

ارشادات عالیہ:

حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات عالیہ سے بھلائی اور اچھائی کا درس ملتا ہے آپ کا معمول تھا کہ آپ ہر آنے والے کو تلقین و ہدایت فرمایا کرتے تھے اور شریعت مطہرہ کے مطابق زندگیاں گزارنے کا سبق دیتے تھے۔ ذیل میں اسی حوالے سے آپ کے چند ارشادات عالیہ بیان کیے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ

1. اپنے سالن کی وجہ سے ہمسایہ کو تکلیف نہ دو اگر کوئی لذیذ سالن پکاؤ تو پہلے ہمسایہ کے گھر بھیج دو جس شخص سے اس کا ہمسایہ ناراض ہو اس سے اللہ اور رسول ناراض ہو جاتے ہیں۔
2. لوگوں کو لا الہ الا اللہ پر پورا یقین نہیں ہے اگر یقین ہو تو اعمال درست ہو جائیں۔
3. ہر کام کو کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا کرو۔
4. توجہ یہ چیز ہے کہ مرید صادق کا خیال مرشد کی طرف ہو اور شیخ کا خیال مرید کی طرف ہو یہ ضروری نہیں کہ سامنے بٹھا کر خیال کیا جائے۔
5. جب کسی طالب صادق کی طرف خیال کیا جاتا ہے خواہ وہ طالب کہیں ہو ہوا میں سے گزرتا ہوا وہ خیال اُس تک پہنچ جاتا ہے۔
6. دیوار کی ایک ایک اینٹ بھی صاحب فکر کے لیے بڑا وعظ ہے مگر انسان غفلت میں غرق ہے۔
7. جو پیر جبراً مریدوں کے گھر میں قیام کرتے ہیں وہ ظالم تھانیداروں سے کم نہیں ہیں۔
8. توکل بڑی مشکل چیز ہے کوئی ہم سے پوچھے کہ توکل کے راستہ میں کون کون سے امتحان ہوتے ہیں۔
9. عید تو تب ہے جب دل اللہ تعالیٰ کی طرف عود کرے ورنہ عید کیسی۔

وصال مبارک:

عاشق ربانی، شیر یزدانی، پیر کامل حضرت میاں شیر محمد صاحب شرقپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر تین ربیع الاول ۱۳۴۷ھ بروز پیر بعد نماز عصر تقریباً پانچ بجے سکرات موت کے عالم کا آغاز ہو گیا اور ساڑھے دن بجے شب اس عالم فانی سے عالم باقی کی طرف رحلت فرما گئے۔ نصف شب کے وقت آپ کو غسل دیا گیا اور صبح کے وقت آپ کا جنازہ اٹھایا گیا نماز جنازہ حضرت صاحبزادہ محمد مظہر قیوم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جانشین مکان شریف نے پڑھائی ہزاروں عقیدت مند نماز جنازہ میں شامل تھے آپ کو دو دہڑاں والے قبرستان شرقپور شریف میں دفن کیا گیا۔ آپ کے مزار اقدس پر روزانہ لاتعداد عقیدت مند حاضری کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور روحانی فیوض و برکات سے مستفید ہوتے ہیں۔

***

حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علوم شریعت و طریقت میں کامل و اکمل تھے ریاضات و مجاہدات میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتے تھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بزرگوں میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے۔ دین اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے آپ نے جو کام کیا ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے حق گوئی و بے باکی میں اپنی مثال آپ تھے۔

شجرہ نسب:

آپ حسینی سید ہیں آپ کا شجرہ نسب اس طرح سے ہے حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی بن سید علی شاہ بن سید مہر علی شاہ بن سید فضل کریم بن سید محکم دین شاہ بن سید صغیر الدین شاہ بن سید میر شاہ بن سید علی اکبر شاہ بن سید محمد امین شاہ بن سید شاہ محمد بن سید حیدر علی شاہ بن محمد سعید شاہ (بانی علی پور سیداں شریف ضلع سیالکوٹ) بن سید حسین شاہ بن سید محی الدین شاہ بن سید میر امجد بن سید امام الدین بن سید علی بن سید علاؤ الدین بن سید جلال الدین بن سید منصور بن سید نظام الدین بن سید حبیب اللہ بن سید خلیل اللہ بن سید شمس الدین بن سید عبداللہ بن سید نور اللہ بن سید کمال الدین بن سید اسد اللہ بن میر خسرو بن سید عارف بن سید ابراہیم بن سید ابو طاہر احمد بن سید حسین بن سید علی العارض بن سید محمد مامون ملقب بہ قطب محمد دیباج بن امام جعفر صادق بن امام باقر بن حضرت زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ولادت باسعادت:

حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت جمعۃ

المبارک کے دن ۱۲۷۶ھ بمطابق اگست ۱۸۶۰ء صبح صادق کے وقت علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں ہوئی آپ کی ولادت سے آپ کے والد سید علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہت خوش ہوئے اور اللہ رب العزت کا شکریہ ادا کیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک کی نسبت سے آپ کا نام سید جماعت علی تجویز کیا۔

خاندانی پس منظر اور ہندوستان میں آمد:

آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے ضلع سیالکوٹ میں واقع علی پور سیداں کا پہلے نام سعید پور تھا جو کہ آپ کے خاندان کے ایک بزرگ سید محمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آباد کیا تھا اس ضمن میں تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مغل بادشاہ نصیر الدین ہمایوں نے ۱۵۴۰ء میں شیر شاہ سوری سے شکست کھائی تو ایران کی طرف راہ فرار اختیار کی اور ایران کے شہنشاہ طہماسپ سے مدد کا طلبگار ہوا مگر شہنشاہ ایران نے مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر ہمایوں مایوس ہو گیا اور اولیاء کرام کی طرف رجوع ہوا۔ اُن دنوں حضرت سید نظام الدین شاہ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خوب شہرہ تھا جو کہ ایک باکمال ولی اللہ تھے چنانچہ بادشاہ ہمایوں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میرے حق میں دُعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت میرا کھویا ہوا علاقہ مجھے دوبارہ عطا فرما دے حضرت سید نظام الدین شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ کے حق میں نہایت خشوع وخضوع سے ایک طویل دُعا بارگاہ الٰہی میں کی اور دعا سے فارغ ہونے کے بعد فرمایا کہ اب دوبارہ طہماسپ شاہ کے پاس جاؤ اور اس سے مدد حاصل کرو۔ ہمایوں نے حیرت زدہ ہو کر عرض کی کہ حضور! وہ تو مجھے اس معاملے میں انکار کر چکا ہے ارشاد فرمایا کہ وہ اب انکار نہیں کرے گا۔ اس پر ہمایوں پھر طہماسپ شاہ کے پاس گیا تو وہ مدد کرنے کے لیے تیار بیٹھا تھا۔ ہمایوں نے اس سے ایک امدادی لشکر لیا اور ہندوستان کی طرف روانہ ہوا اثنائے راہ میں دوبارہ حضرت سید نظام الدین شاہ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی اور مودبانہ التجا کی کہ اس خادم کے ہمراہ تشریف لے چلیں یا کم از کم اپنے خاندان کے کسی بزرگ کو ساتھ بھیج دیں تاکہ ان کی برکت اور آپ کی دُعا کے طفیل اللہ رب العزت مجھے سرخرو فرمائے۔

ہمایوں بادشاہ کی التجا وعرضداشت پر حضرت سید نظام الدین شاہ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سید حسن شاہ اور ان کے بیٹے سید محمد شاہ کو ہمایوں کے ساتھ روانہ کر دیا۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد بادشاہ ہمایوں کو اپنا کھویا ہوا ملک دوبارہ واپس مل گیا۔ ہمایوں نے مسند اقتدار سنبھالتے ہی ان بزرگوں سے اپنی محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہوئے ان کے شایان شان معقول وظیفے مقرر کیے۔ دونوں بزرگوں نے ہندوستان میں ہی سکونت اختیار کر لی اور مخلوق خدا کی رشد وہدایت کے لیے مشغول ومصروف ہو گئے پھر جب ہمایوں کی وفات کے بعد جلال الدین اکبر ہندوستان کے تخت پر بیٹھا اور دین اسلام سے روگردانی کرتے ہوئے ''دین الٰہی اکبر شاہی'' کی ترقی واشاعت کے لیے کوشاں ہوا تو جہاں پر اور بہت سے اولیاء کرام اکبر بادشاہ کی اس حرکت سے نالاں ہو کر اس کے خلاف ہوئے وہاں حضرت سید محمد سعید شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اکبر بادشاہ سے خفا ہوئے اُس کو دین اسلام کی حقانیت سے روشناس کرانے اور راہ راست پر لانے کے لیے اپنا فریضہ ادا کیا مگر اکبر بادشاہ کسی طور بھی اپنے خودساختہ دین اکبری سے منحرف نہ ہوا اس پر حضرت سید محمد سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضلع سیالکوٹ کے اس علاقہ میں سکونت پذیر ہو گئے جسے آج کل علی پور سیداں کہا جاتا ہے۔ اس علاقہ میں آپ کو اپنے سُسر سید شمس الدین شاہ کی وساطت سے حسب خواہش کچھ اراضی مل گئی آپ کے سسر سید شمس الدین شاہ اکبر بادشاہ کے داروغہ تھے اور دربار شاہی میں نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے ان کی کوشش سے حضرت سید محمد سعید شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکبر بادشاہ کی سرگرمیوں سے دور پنجاب کے اس غیر معروف علاقے میں سکون سے رہنے لگے اس علاقہ کا نام اپنے نام سے موضع سعید آباد رکھا کچھ مدت کے بعد یہ علاقہ کسی وجہ سے غیر آباد ہو گیا آپ کی پشت سے ایک بزرگ حضرت سید علی اکبر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس علاقے کو دوبارہ آباد کیا اور اس کا نام سعید آباد سے تبدیل کر کے علی پور رکھ دیا جسے اب علی پور سیداں کہا جاتا ہے اسی جگہ پر حضرت جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خاندان آباد ہے پورے علاقے میں آپ کے خاندان کو عزت وقدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے آپ کے بزرگوں کی خانقاہیں روحانیت کے حصول کی عظیم درسگاہیں ہیں۔

تعلیم کا حصول:

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے والدین کے زیرِ سایہ ابتدائی تعلیم حاصل کی اُن دنوں علی پور سیداں شریف میں اپنے وقت کے عظیم المرتبت عالم دین حضرت مولانا عبدالرشید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے درس گاہ میں تشنگان علم کی پیاس بجھانے میں کوشاں تھے اور ان کا خوب شہرہ تھا چنانچہ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ان کی درس گاہ میں داخل کرا دیا گیا آپ نے ان کے حلقہ درس میں قرآن حکیم پڑھا اور فقہ و تصوف کی تعلیم سے بہرہ ور ہوئے اور فقہ و تصوف کے موضوع پر لکھی گئی بعض کتب کا مطالعہ بھی کیا آپ کا رجحان و لگاؤ بچپن سے ہی تصوف کی طرف تھا۔

طبیعت کا رجحان:

آپ بچپن سے ہی تصوف کی طرف مائل تھے فضول کاموں اور کھیل کود سے آپ کو قطعی کوئی دلچسپی نہ تھی اور نہ ہی آپ کسی کھیل کود میں حصہ لیتے تھے کہتے ہیں کہ بچپن کے ایام میں آپ کبھی کبھار گھر سے غائب ہو جاتے اور جب آپ کو تلاش کیا جاتا تو کسی ولی اللہ کے مزار مبارک پر بیٹھے ہوئے مل جایا کرتے تھے۔ آپ کے بچپن کے دنوں کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک مجذوب کہیں سے علی پور سیداں تشریف لائے ان کی عادت تھی کہ وہ خاموش رہا کرتے تھے اور کسی سے کوئی بات نہ کیا کرتے تھے ایک دن حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے چند دوستوں کے اصرار پر کھیل میں حصہ لینے ہی لگے تھے کہ مجذوب نے آپ سے مخاطب ہو کر فرمایا، تم فضولیات کے لیے نہیں پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ تو تم سے بڑا اہم کام لینے والا ہے۔ مجذوب کے ٹوکنے پر آپ نے کھیل کود میں حصہ نہ لیا اور پھر جب تک مجذوب اس علاقہ میں رہے آپ اکثر ان سے راز و نیاز میں مشغول رہتے۔ جوانی کے دنوں میں بھی آپ اپنا زیادہ تر وقت عبادت الٰہی میں گزارتے تھے شب بیداری کرتے اور دن کے وقت گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر مراقبہ کرتے۔

آپ ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے تھے اہل اللہ کے بارے میں جہاں بھی آپ کو خبر ملتی زیارت کی سعادت حاصل کرنے کے لیے بڑی عقیدت و محبت سے جاتے اس

ضمن میں آپ نے بہت سے پیدل سفر طے کیے اور ایک ہی دن میں بعض مرتبہ ستر ستر کلومیٹر کا فاصلہ پیدل طے کیا۔ آپ علی پور سیداں کے ایک نواحی گاؤں چک قریشیاں میں اقامت گزین ایک بزرگ مرزا اسکندر بیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے خاصی عقیدت رکھتے تھے اور ان سے آپ کی اکثر میل ملاقات رہتی تھی۔ اسی طرح حضرت سید نور شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی خصوصی لگاؤ و اُنس رکھتے تھے جو اس عہد کے ایک جلیل القدر عارف کامل تھے اور اسی علاقہ میں سکونت رکھتے تھے۔

باطنی علوم کا حصول:

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے خاندانی بزرگوں سے روحانی فیض حاصل تھا اور مزید سے مزید کی جستجو میں رہتے تھے اسی حوالے سے عارفان حق کی زیارت کی سعادت کے لیے کوشاں رہتے تھے اپنے شوق اور روحانیت کی جستجو میں آپ کو حضرت خواجہ فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت و رفعت کے بارے میں پتہ چلا تو دل میں اک ایسی تڑپ پیدا ہوئی کہ چاہا اب کسی عارف کامل کے دست حق پرست پر بیعت کر کے اس کے روحانی فیض سے مستفید ہوا جائے چنانچہ آپ کی بیعت کے ضمن میں چوہدری خان محمد مرحوم بیان کرتے تھے کہ میں نے آپ سے بیعت ہونے کے واقعہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ جب مجھے پتہ چلا کہ حضرت قبلہ عالم باباجی چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور کے علاقہ چاہ میراں میں تشریف رکھتے ہیں تو میں زیارت کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے لاہور پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ حضرت باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع پٹیالہ میں دوست محمد صاحب کے گھر تشریف فرما ہیں وہاں پہنچا تو پتہ چلا کہ آپ وزیر آباد کے متصل علاقہ دھونکل میں تشریف لے جا چکے ہیں جب وہاں گیا تو مجھے بتایا گیا کہ آپ سیالکوٹ میں تشریف لے گئے ہیں چنانچہ میں سیالکوٹ پہنچا اور آپ کی زیارت کی سعادت حاصل کر کے بیعت سے مشرف ہو کر اللہ رب العزت کا شکر ادا کیا۔

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیعت کے واقعہ کے ضمن میں یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اُن دنوں میں حضرت بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور

ادووظائف سے فراغت کے بعد قبلہ رُخ ہو کر بیٹھا کرتے تھے ایک دن کسی نے اس طرح بیٹھنے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ میں ایک شہباز کو پکڑنا چاہتا ہوں چنانچہ اسی دن حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر بیعت سے مشرف ہوئے چنانچہ فرمایا یہی وہ شہباز ہے جس کی ہمیں تلاش تھی۔ آپ کے بارے میں حضرت اباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے تم چراغ اور تیل گھر سے ہی لے کر آئے تھے اس لیے یہاں آ کر نور علی نور ہو گئے اپنے مرشد کے زیر سایہ آپ نے عرفان وسلوک کی منازل طے کیں اور روحانی فیوض وبرکات سے مستفید ہوئے تھوڑی ہی مدت میں باطنی علوم کی تحصیل کر لی مرشد نے آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا اور خلق خدا کی روحانی تربیت کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

لاثانی کی وجہ تسمیہ:

آپ کے لقب ثانی اور لاثانی کا شہرہ ہر چار سُو عالم میں خوب پھیلا آپ کو یہ لقب مرشد پاک حضرت قبلہ عالم بابا فقیر محمد چوراہی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عطا فرمایا تھا اس کی وجہ تھی کہ علی پور سیداں میں ایک ہی خاندان سے تعلق رکھنے والے دو بزرگ جو کہ ہم نام تھے یعنی دونوں کا نام سید جماعت علی شاہ تھا اور دونوں حضرت بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید کامل تھے مرشد پاک نے اپنے دونوں مریدین کے ناموں میں امتیاز کی غرض سے آپ کو ثانی کا لقب عطا فرمایا' اور پھر جب مرشد نے آپ کی روحانی پرواز کو دیکھا تو آپ کو ثانی سے لاثانی کا لقب مرحمت فرمایا چنانچہ اس لقب سے آپ کو خوب شہرت ہوئی اور ہر خاص وعام اور ہر اہل نظر کے حلقوں میں اس لقب کا شہرہ ہو گیا۔

عبادت وریاضت:

آپ زہد وورع، تقوی وعبادت وریاضت میں مشہور زمانہ تھے جوانی کے ایام میں بھی اپنا زیادہ تر وقت عبادت الٰہی میں گزارا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ باتوں باتوں میں فرمانے لگے کہ لوگ ذکر میں بہت سستی کرتے ہیں شروع شروع میں رات کے وقت شمار کر کے حبس دم ادا کرتا تھا جب کہ جوانی میں یہاں تک حبس دم کیا کرتا تھا کہ سینے سے خون آنا شروع ہو گیا ایک حکیم صاحب کو دکھایا گیا تو اس نے کہا کہ شاہ جی! اگر آپ حبس دم کو ترک کر دیں تو شفا ہو جائے گی میں

نے جواب دیا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

انکساری:

آپ کی طبیعت عالیہ میں انکسار کا پہلو نمایاں تھا نمود ونمائش اور ریاکاری کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور ہر کسی کو اس سے بچنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے اگر کوئی آپ کے سامنے آپ کی تعریف کرتا تو سخت ناراض ہوتے اور اسے ڈانٹ دیتے کبھی محفل میں تکیہ لگا کر نہیں بیٹھتے تا کہ سب سے نمایاں نظر نہ آئیں دوران سفر ساتھیوں کے ساتھ چلتے تو کبھی آگے ہو جاتے اور کبھی پیچھے تا کہ کسی بھی وجہ سے کوئی امتیاز دکھائی نہ دے کہ جس سے پتہ چلے کہ ساتھیوں میں برتر کون ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ علماء اور خلفاء تو بہترین گھوڑوں پر سوار ہوتے لیکن آپ خچر پر سوار ہوتے اگر کسی خانقاہ یا مزار پر تشریف لے جاتے تو اپنے ساتھیوں کو سختی سے منع کرتے کہ ان کا تعارف نہ کرائیں آپ کے ساتھی یہاں تک اس بات کا خیال رکھتے تھے کہ علی پور سیداں کا نام بھی نہ لے سکتے تھے۔

لوگوں سے معاملات:

لوگوں سے معاملات کے ضمن میں ہر ایک سے مساوی برتاؤ کرتے تھے آپ کی خدمت میں بلند مرتبہ رکھنے والے اکثر سرکاری عہدیدار بھی حاضری دیا کرتے تھے لیکن آپ کے فقر واستغناء کی ہیبت سے لب کشائی نہ کر سکتے تھے اور خاموش مؤدب ہو کر بیٹھتے تھے جب کہ اس کے برعکس مفلس وعاجز ومسکین لوگ جس طرح چاہتے آپ سے گفتگو کرتے تھے اور آپ خفا نہ ہوتے تھے آپ کے ہاں تمام مہمانوں کے لیے ایک ہی طرح کا کھانا پکتا تھا اس معاملے میں کسی کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک روا نہ رکھا جاتا تھا ایسے لاعلاج مریض جن کے پاس بیٹھتے ہوئے دوسرے لوگ اچھا محسوس نہیں کرتے آپ ان کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلایا کرتے تھے اور ان کی دلجوئی فرماتے تھے۔ آپ کے لنگر سے ہر آنے والے کو کھانا ملتا یہ کھانا بہت سادہ قسم کا ہوتا تھا اور آپ اکثر یہ بات فرمایا کرتے تھے کہ اس لنگر میں تو صرف دال روٹی ہے اور محلہ شرقی میں میرے پیر بھائی حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لنگر میں طرح طرح کے لذیذ کھانے ہوتے ہیں۔

فیاضی و دریا دلی:

حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہایت فیاض اور دریا دل رکھنے والے ولی اللہ تھے آپ کی فیاضی کا یہ عالم تھا کہ کئی مرتبہ آپ نے اپنے گھر کا تمام مال و اسباب نکال کر باہر رکھا اور غریبوں میں تقسیم فرما دیا۔ بعض مرتبہ ایسا ہوتا کہ جب کبھی بیمار ہوتے اور حکیم صاحب کوئی نسخہ تجویز کرتے تو آپ اس کی قیمت کا اندازہ لگاتے اور اس رقم کو غربا میں بانٹ دیتے ایک مرتبہ آپ نے اپنے ولی عہد اور سجادہ نشین مدظلہ العالی سے فرمایا کہ میں تجھے ایک بات بتاتا ہوں تیرا سادہ اور کچا گھر بہتر ہے لیکن مسافر بھوکا نہیں جانا چاہیے تیرا سادہ اور کچا گھر شیش محل سے بہت اچھا ہے جہاں سے مسافر پیٹ بھر کر نکلتے ہیں۔ آپ جب بھی کبھی سفر پر جاتے اور اثنائے راہ میں کسی کی دل جوئی کی خاطر اس سے کوئی نذرانہ قبول فرما لیتے تو اگلے گاؤں میں جا کر اسے تقسیم فرما دیتے۔

سادگی و پرہیز گاری:

آپ نے ساری زندگی سادگی سے گزاری ہر معاملے میں سادگی و پرہیز گاری کو مدنظر رکھا آپ کی گفتگو کا انداز بھی سادہ تھا خاموشی کو پسند کرتے تھے خاص طور پر نماز عصر سے لیکر مغرب تک تو اپنے گھر والوں کو بھی بلاوجہ بولنے کی اجازت نہ دیتے تھے لباس کے معاملے میں بھی سادگی آپ کا وطیرہ تھا آپ نے کبھی قیمتی اور عالی شان لباس زیب تن نہیں کیا کبھی کوٹ، واسکٹ نہیں پہنا۔ ساری زندگی آپ کا لباس کھدر کا تہبند اور ململ کی دستار مبارک رہی۔ کھانے بھی سادہ ہی پسند فرماتے تھے۔ مرغن غذاؤں کو مرغوب نہ رکھتے تھے اکثر خشک روٹی کے ساتھ ساگ یا چٹنی شوق سے تناول فرماتے کبھی مرغن شوربہ پیش کیا جاتا تو اس میں ٹھنڈا پانی شامل کر کے روٹی تناول فرماتے۔ عالی شان عمارتوں میں رہنا آپ کو پسند نہ تھا سادہ اور صاف ستھرے گھر میں رہتے تھے۔

اولاد اطہار:

حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شادی علی پور سیداں سے تقریباً ساڑھے تین کلومیٹر کے فاصلے پر واقع چک قریشیاں کے ایک نہایت ہی معزز اور اچھے

خاندان میں ہوئی آپ کی زوجہ مطہرہ نہایت پاکباز، عابدہ زاہدہ اور صوم وصلوٰۃ کی پابند صالحہ خاتون تھیں ان کے بطن اطہر سے آپ کے ہاں تین بیٹوں کی ولادت باسعادت ہوئی جن کے نام سید فدا حسین شاہ، سید خادم حسین شاہ اور سید غلام رسول شاہ ہیں۔ تینوں صاحبزادے آپ کی حیات مبارکہ میں ہی وصال فرما گئے تھے ان کی اولاد باقی رہی۔

خلفاءعظام:

حضرت سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لاتعداد طالبان حق کو روحانی فیض سے نوازا آپ کے خلفاء کافی تعداد میں ہیں ذیل میں چند خلفاء کے نام پیش کیے جاتے ہیں۔

1. عالی الالقاب میاں محمد شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع فتو وال مضافات گورداسپور۔
2. حضرت سید امیر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع وڈالہ امرتسر۔
3. حضرت مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پسرور۔
4. حضرت صوفی محمد دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع رام داس
5. حضرت پیر محمد شفیع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع بھڑتھ۔
6. حضرت مولانا حافظ ظفر علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پسرور۔
7. حضرت سید امیر حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نارووال۔
8. حضرت محمد اسماعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع بھڑتھ۔
9. حضرت سید محمد شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع رام داس۔
10. حضرت میاں احمد دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع لنگاہ۔
11. شمس العلماء حاجی محمد غوث رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع سکھو۔
12. الحاج سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع مراڑہ۔
13. حضرت سید ہاشم علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع تخت پور۔
14. حضرت سید محمد اسماعیل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضع کوہالی۔

حکمت کی باتیں:

آپ کی باتیں وگفتگو حکمت سے خالی نہ ہوتی تھیں۔ چنانچہ اپنے مریدوں سے فرماتے کہ نماز پنجگانہ کی پابندی کرو اگر تم نے نماز چھوڑ دی تو تمہاری بیعت خود بخود ساقط ہو جائے گی۔

حقہ نوشی سے نفرت کرتے تھے اور حقہ پینے والے کو ختم خواجگان میں شریک نہیں ہونے دیتے تھے اور نہ ہی ان کو کوئی تبرک دیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ کے پاس ایک شخص تسبیح پہنے ہوئے آیا آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تم کیا پڑھتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں روزانہ آٹھ ہزار مرتبہ درود پاک پڑھتا ہوں یہ سُن کر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ تمہارے منہ سے حقہ کی بو آتی ہے۔ پھر فرمایا حقہ پینے والے کی مثال یوں ہے کہ جیسے خوشبودار چاولوں کا تھال بھر کر اوپر راکھ ڈال دی جائے۔

آپ فرمایا کرتے کہ نماز پنجگانہ وقت پر ادا کیا کرو اور میٹھا بول بولو۔ نماز روح کی غذا ہے مومن کی معراج ہے دل کی راحت ہے، قبر اور حشر میں ساتھی ہے۔ قیامت کے دن پہلا لازی پرچہ ہے۔ روحانیت کی ابتداء ہے اور آخری منزل یہی نماز ہے۔ بے نمازی کبھی ولی اللہ نہیں بن سکتا بلکہ وہ جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہے اور مسلمانوں کی صف سے باہر ہے۔ بے نماز کی ہر نیکی نامقبول ہے اور اس کا حشر فرعون، ہامان، نمرود اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

وصال مبارک:

اپنے وصال سے تین یوم پیشتر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علیل ہو گئے اور جمعرات کے دن یکا یک فرمایا ایک دو تین۔ یہ الفاظ آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمائے اور پھر خاموشی اختیار کر لی۔ جس روز آپ کا وصال ہونا تھا اُس روز آپ کچھ دن چڑھے کھیتوں کی طرف تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آ گئے اپنے کمرے میں داخل ہو کر فرمایا کہ کوئی مجھے نہ بلائے اس کے بعد آپ ذکر بالجہر میں مشغول ہو گئے جب دوپہر کا وقت ہوا تو آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی نماز ظہر کے وقت آپ کو نماز کے لیے کہا گیا تو آپ نے تیمم کر کے نماز ادا فرمائی اس کے بعد آپ پر استغراقی کیفیت طاری ہو گئی مغرب کے بعد استغراق میں اضافہ ہوتا گیا آخر کار سولہ ذیقعدہ ۱۳۵۸ھ بمطابق یکم اکتوبر ۱۹۳۹ء اتوار کے دن رات کو نو بج

کر پانچ منٹ پر آپ اسم ذات کا ورد کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ کا مزار مبارک علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ میں واقع ہے جہاں روزانہ لاتعداد عقیدت مند حاضری کی سعادت حاصل کر کے روحانی سکون پاتے ہیں۔



حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شریعت وطریقت میں مستحکم، مشائخ نقشبندیہ کے نامور بزرگ حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک نہایت باکمال ولی اللہ تھے خلق خدا کی اصلاح اوران کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لیے آپ کی بہت زیادہ خدمات ہیں اوراس ضمن میں آپ نے اسلام کے عظیم تبلیغی مشن کو پورا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

والدین وآباؤاجداد:

آپ کے والد ماجد کا اسم مبارک سید عبدالکریم شاہ تھا اور آپ کے آباؤاجداد میں سے علی پور سیداں کے بانی حضرت سید محمد سعید شاہ شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مغل بادشاہ جلال الدین اکبر کے دور سے پہلے ایران کے شہر شیراز سے ہندوستان میں تشریف لائے اور سعید آباد کے نام سے ایک موضع کی بنیاد رکھی جس کو بعد میں علی پور سیداں کہا جانے لگا اوراس نام کی شہرت آج تک برقرار ہے۔ کہا جاتا ہے کہ موضع سعید آباد کسی وجہ سے کچھ عرصہ کے بعد غیرآباد ہوگیا تھا اور پھر اس جگہ کو حضرت سید علی اکبر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ آباد کیا اوراس کا نام علی پور سیداں رکھا۔ حضرت سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد اللہ رب العزت کے نیک اور برگزیدہ بندے تھے تقویٰ اور پرہیزگاری ان کا شعار تھا ہمہ وقت عبادت وریاضت میں مشغول رہتے تھے آپ کی والدہ ماجدہ بھی نیکی اور انسانی ہمدردی کے کاموں میں پیش پیش رہتی تھیں بیواؤں اور حاجت مندوں کی امداد میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے ذکراذکار میں مشغول رہتی تھیں صوم وصلوٰۃ کی پابند اوراللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس کی مقبول بندی تھیں۔

ولادت باسعادت:

آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۴۵ء میں علی پور سیداں میں ہوئی۔ آپ کی پیشانی اقدس سے نورولائیت ہویدا تھا۔

تعلیمی سرگرمیاں:

حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دینی تعلیم اپنے گاؤں میں ہی حاصل کی اللہ تعالیٰ نے آپ کوکمال حافظہ عطا فرمایا تھا اس قدر ذہین تھے کہ جو سبق پڑھتے فوراًیاد ہوجاتا تھا۔ تقریباً سات برس کی عمر میں قرآن حکیم حفظ کرلیا تھا اس کے علاوہ مولانا عبدالرشید سے عربی اور فارسی کی ابتدائی کتب بھی پڑھیں اور عربی وفارسی زبانوں میں خاصی شناسائی حاصل کرلی۔

دوران تعلیم آپ بڑی توجہ ویکسوئی کا مظاہرہ فرماتے آپ کی تعلیمی معاملات میں دلچسپی وتوجہ سے آپ کے اساتذہ کرام آپ سے بہت متاثر تھے چونکہ آپ اپنے اساتذہ کرام کا بے حد ادب کرتے تھے اوران سے عقیدت کا اظہار کرتے رہتے تھے اس لیے اساتذہ کرام بھی آپ کے ساتھ خصوصی شفقت فرماتے اور تعلیمی میدان میں آپ کی رہنمائی کرتے اساتذہ کرام کی خصوصی شفقت کی وجہ سے آپ کا شمار ذہین اور قابل ترین طالب علموں میں ہونے لگا اور آپ ہر جماعت میں اول پوزیشن حاصل کرتے۔ آپ کے اساتذہ کرام میں مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی، مولانا فضل حق خیرآبادی، مولانا احمد حسن کانپوری، شیخ الحدیث استنبول حضرت مولانا عمر ضیاء الدین، مولانا عبدالوہاب امرتسری، مولانا محمد علی اور مولانا عبدالحق الہٰ آبادی مہاجر مکی شامل ہیں۔ آپ نے اورئینٹل کالج لاہور کے پروفیسر مفتی محمد عبداللہ ٹونکی سے بھی استفادہ حاصل کیا جب کہ مولوی فاضل اور مولوی عالم کا امتحان مولانا فیض الحسن سہارنپوری کے زیرسایہ نمایاں پوزیشن میں پاس کیا۔

بیعت وخلافت کا حصول:

چونکہ آپ کی طبیعت عالیہ روحانیت کی طرف مائل تھی ظاہری علوم کے حصول کے ساتھ ساتھ باطنی علوم کے حصول کی طلب بھی دل میں موجزن تھی سلوک وعرفان کی منازل طے

کرنے کی جستجو وتڑپ بھی تھی انہی دنوں اللہ رب العزت کے نیک اور برگزیدہ بندے حضرت بابا فقیر محمد چوراہی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خوب شہرہ تھا بے شمار طالبان حق ان سے کسب فیض کرتے ہوئے مستفید ہو رہے تھے آپ کے قلب اطہر میں ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی تمنا پیدا ہوئی اور آپ ایک دن چورہ شریف تشریف لے گئے اور حضرت بابا فقیر محمد چوراہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بیعت کی استدعا کی اور بیعت سے مشرف ہو کر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہوئے۔ حضرت باباجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو اپنی خصوصی توجہ سے نوازا آپ نے چند روز تک مرشد کی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات سمیٹیں مرشد نے جب آپ کو کامل پایا تو شفقت و مہربانی فرماتے ہوئے خرقہ خلافت سے نوازا اور اپنی دستار مبارک آپ کے سر پر رکھتے ہوئے آپ کے حق میں دُعا فرمائی اس کے بعد آپ مرشد کی اجازت سے رخصت ہوئے اور خلق خدا کی ہدایت و رہنمائی میں مصروف ہو گئے۔

شجرہ طریقت:

نقشبندی طریق میں آپ کا سلسلہ اس طرح سے ہے حضرت الحاج حافظ سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، حضرت خواجہ بابا فقیر محمد چوراہی، حضرت خواجہ نور محمد خاں، حضرت خواجہ محمد فیض اللہ خان، حضرت خواجہ محمد عیسیٰ ولی، حضرت سید حافظ محمد جمال اللہ رام پوری، حضرت خواجہ محمد اشرف مدنی، حضرت خواجہ محمد زبیر سرہندی، حضرت خواجہ حجۃ اللہ سرہندی، حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

حیات طیبہ واقعات کے آئینہ میں:

آپ کو حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس سے بے پناہ عشق و محبت تھی۔ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار رہا کرتے ہر سال حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے کی غرض سے حجاز مقدس تشریف لے جاتے اور اپنا بیشتر وقت مدینہ منورہ میں گزارتے حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم پاک جب بھی سنتے تو آپ پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی اور طبیعت میں گداز پن پیدا ہو جاتا تھا۔

مدینہ منورہ سے محبت:

جن دِنوں آپ مدینہ منورہ کی زیارت و حاضری کی غرض سے مدینہ منورہ میں تھے اُن دنوں کا واقعہ ہے کہ مدینہ منورہ میں باب السلام کے پاس چند کُتے لیٹے ہوئے تھے کسی شخص نے راہ چلتے ہوئے اپنی لاٹھی ایک کُتے کو ماری جس سے کتا چیختا اور لنگڑاتا ہوا وہاں سے چل دیا اسی اثناء میں آپ وہاں تشریف لے آئے اور کُتے کو تکلیف میں دیکھ کر آگے بڑھے اور کُتے کو پیار سے اپنے قریب بٹھایا اور لاٹھی مارنے والے شخص سے کہا' اے ظالم! تجھے یہ دکھائی نہ دیا کہ یہ مدینہ منورہ کا کُتا ہے۔ پھر آپ نے اپنا عمامہ پھاڑا اور کُتے کی زخمی ٹانگ پر کپڑا باندھ دیا اس کے بعد بازار سے کھانا منگوایا اور اس کو کھلایا۔

تبلیغ دین:

آپ نے اپنی حیات طیبہ دینِ اسلام کی تبلیغ و ترویج کے لیے وقف کر رکھی تھی اس مقصد کے لیے آپ مختلف شہروں اور علاقوں میں اکثر تبلیغی مشن کے لیے تشریف لے جایا کرتے آپ اپنے اخلاق عالیہ، کردار کی عظمت و پاکیزگی اور حسن سلوک اور معاملات کے باعث لوگوں کے دلوں میں گھر کر جاتے لوگ آپ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے آپ کی سیرت طیبہ لوگوں کی اصلاح کے لیے ایک اعلیٰ نمونہ و مثال تھی۔ آپ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ باطنی علوم سے بھی مالا مال تھے۔ ہر مکتبہ فکر کے افراد سے آپ کے راہ و رسم تھے کسی بھی معاملے میں تعصب روانہ رکھتے تھے شریعت مطہرہ۔ کے احکامات کے مطابق لوگوں کو اپنی زندگیاں گزارنے کی تلقین کرتے تھے۔ غیر شرعی کاموں اور غلط رسم و رواج سے منع فرماتے۔ خلاف شرع کسی بھی کام کی حوصلہ افزائی نہ کرتے بلکہ اس کی مذمت کرتے تھے اور ریا تنگ دہل کرتے تھے گویا کہ کوئی بھی غیر شرعی کام ہوتا ہوئے دیکھتے تو آپ کی برداشت سے باہر ہو جاتا اور اس کی مذمت و مخالفت میں پیش پیش رہتے تھے۔ اکثر فرماتے کہ ہمارا سلسلہ نقشبندی ہے اور اس سلسلہ کے سالار اعظم شیخ احمد سرہندی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں اور انہوں نے اپنے دور میں اپنے آپ کو مصائب و تکالیف میں ڈال کر بادشاہوں سے ٹکر لی اور ان کے سامنے اسلام کی سچی تصویر پیش کی اور اُس وقت ابن الوقت علماءِ سُو نے دربار شاہی میں اپنا اثر و رسوخ قائم کر رکھا تھا اور بادشاہ کی خوشنودی

کی خاطر دین اسلام کی شکل کو بگاڑ کر رکھ دیا تھا۔ اس نازک دور میں امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے غیر شرعی کاموں کی مخالفت کرتے ہوئے علم حق بلند کیا اور ان کو راہ حق پر گامزن ہونے کی تلقین و دعوت دی تو سب سے پہلے انہی ابن الوقت علماء نے آپ کی مخالفت پر کمر کسی اور دربار شاہی میں اپنے اثر و رسوخ کو استعمال کر کے آپ کے خلاف سرکاری طور پر کاروائیاں کروائیں آپ کو اس دوران قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں اور دیگر تکالیف بھی آپ کو پہنچائی گئیں مگر آپ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہ آئی اور آپ بڑی ثابت قدمی اور استقامت سے دین حق کی تبلیغ کے لیے کوشاں رہے اور حق بات پر ڈٹے رہے آخر کار فتح حق کی ہوئی وقت کے بادشاہ اور ابن الوقت علماء حق کے سامنے ٹھہر نہ سکے اور ہر طرف حق کا بول بالا ہو گیا مجدد کا یہی فرض ہوتا ہے کہ وہ علم حق بلند رکھے اور ہم اسی طریقہ کے پیروکار ہیں۔

بیعت کرنے کا طریقہ:

ایک بزرگ مولوی غلام جیلانی نقشبندی جو کہ چک ۲۳۰ ج ب سیوال ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ آپ کے متعلق بات کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرے سامنے ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیعت ہونے کی استدعا کی آپ نے اس سے سوال کیا کہ کیا تم نماز پنجگانہ ادا کرتے ہو؟ اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے اسے نماز کے فوائد بتاتے ہوئے نماز کے طریقہ سے آگاہ فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ پہلے تم نماز پنجگانہ باجماعت پابندی سے پڑھنے کی عادت ڈالو۔ اسی طرح جو بھی آتا اس کے ساتھ اسی طرح کا ہی سلوک فرماتے کچھ مدت تک اس پر توجہ رکھتے اگر وہ شخص باجماعت نماز پنجگانہ کی پابندی کرتا ہوتا تو پھر اس کو اپنا مرید کرتے تھے۔

تحریک پاکستان میں حصہ:

آپ کا تحریک پاکستان میں بہت بڑا حصہ و کردار ہے آپ نے نظریہ پاکستان کی حمایت کرتے ہوئے مسلم لیگ کا بھرپور ساتھ دیا اور قائد اعظم محمد علی جناح کو مکمل طور پر اپنا تعاون پیش کیا اس ضمن میں آپ نے عملی طور پر بہت کام کیا۔ ۱۹۴۶ء کے انتخابات میں آپ نے مسلم لیگ کی حمایت میں پورے ہندوستان کے دورے کیے جگہ جگہ انتخابی جلسوں میں لوگوں کو مسلم لیگ

کے پروگرام کی طرف آمادہ کرتے ہوئے ان کو اس بات لیے تیار کیا کہ وہ اپنا ووٹ صرف اور صرف مسلم لیگ کے اُمیدوار کو دیں۔ پاکستان بن جانے کے بعد آپ ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کی کوششیں کرتے رہے اور اس حوالے سے حکومت وقت کو یادداشتیں پیش کرتے ہر جلسہ اور ہر پلیٹ فارم پر حکومت کو پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کا وعدہ یاد دلانے میں سرگرم رہتے تھے۔

شدھی کی تحریک کی مخالفت:

۱۹۲۳ء میں شدھی کی ایسی زبردست تحریک ہندوستان میں چلی کہ جس نے مسلمانوں کے عقائد کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا اس تحریک کا مقصد مسلمانوں کو دین اسلام سے پھیر کر مرتد بنانا تھا یہ تحریک بڑے زور و شور سے جاری تھی۔ اس پُر آشوب دور میں آپ نے اس تحریک کی مخالفت کے لیے کمر کسی اور اس فتنے کی سرکوبی کے لیے بھرپور طریقے سے ایک مہم شروع کی اور مسلمانوں کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرتے ہوئے اپنا دینی و ملی فریضہ پورا کیا۔

تحریک خلافت میں حصہ:

تحریک خلافت کی آپ نے مکمل طور پر حمایت کی خلافت فنڈ میں لاکھوں روپے چندہ اکٹھا کر کے دیا اور ہر طرح سے تحریک خلافت کے لیے اپنی خدمات پیش کیں۔

علی گڑھ یونیورسٹی کی اعانت:

آپ نے علی گڑھ یونیورسٹی کی بھی بہت دفعہ مالی اعانت فرمائی علی گڑھ یونیورسٹی کے لیے چندہ جمع کرنے کی مہم کا آغاز ہوا تو آپ اس میں پیش پیش تھے اور اس فنڈ میں آپ نے اُس وقت تین لاکھ روپے کی خطیر رقم جمع کرائی مالی اعانت کا یہ سلسلہ اس کے بعد بھی جاری رہا۔

حجاز ریلوے لائن کی تعمیر میں حصہ:

حجاز ریلوے لائن کی تعمیر کے سلسلہ میں جب سلطان عبدالحمید نے تمام مسلمانان عالم سے، چندہ کی اپیل کی تو آپ اس ملی کام میں بھی پیچھے نہ ہٹے اور بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیتے ہوئے چھ لاکھ روپے اپنے اور اپنے متوسلین کی طرف سے بھجوائے آپ کے اس جذبہ کی قدر

کرتے ہوئے سلطان عبدالحمید نے آپ کو ''عمدۃ الاماثل والافاضل'' کا خطاب دیا۔ اس واقعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ مسلمانوں کی بہبود کے لیے اپنے دل میں کس قدر عظیم جذبہ رکھتے تھے۔

فتنہ قادیانیت کی سرکوبی:

قادیانیت کے فتنہ کی سرکوبی کے لیے آپ کی خدمات سے کسی طور انکار ممکن نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے غلط عقائد کی مخالفت کرتے ہوئے اُن دنوں حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرزائیت کے رد کے لیے خصوصی طور پر گولڑہ شریف سے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔ علماء مشائخ اس عظیم دینی مشن پر اپنا ایک واضح مؤقف رکھتے تھے اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے کوشاں تھے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ شاہ صاحب! یہ شخص آپ ہی کے مارنے کا ہے اس کے بعد حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گولڑہ شریف واپس تشریف لے گئے۔ حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ردِ قادیانیت کے سلسلہ میں لاہور میں ایک عظیم الشان جلسہ عام میں مرزا غلام احمد قادیانی کو دعوت مباہلہ دی اور اس ضمن میں چوبیس گھنٹے کی مہلت دیتے ہوئے مرزا قادیانی کی عبرتناک موت کی پیش گوئی فرمائی چنانچہ اگلے ہی روز مرزا غلام احمد قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۴۰ء کو شدید اسہال کے عالم میں فوت ہوگیا۔

تبلیغ کا طریقہ:

آپ کا طریقہ تبلیغ انتہائی سادہ تھا آپ کے حسن سلوک اور اخلاق عالیہ سے متاثر ہو کر لوگ آپ کے گرویدہ اور معتقد ہو جاتے تھے اگر کبھی تبلیغی دورے کے سلسلہ میں کسی دوسرے شہر میں تشریف لے جاتے تو کسی مرید کے گھر میں قیام نہ کرتے تھے اور نہ ہی اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ کسی مرید کے گھر میں قیام کیا جائے۔ اس حوالے سے آپ کے ایک مرید خاص مولوی غلام جیلانی نقشبندی سکنہ ٹوبہ ٹیک سنگھ بیان کرتے ہیں کہ آپ جب کبھی ٹوبہ ٹیک سنگھ تشریف لاتے تو لطیف ہائی سکول میں قیام فرماتے حالانکہ آپ کے مریدوں کی ایک خاصی تعداد شہر میں موجود تھی

مگر آپ ان میں سے کسی کے ہاں بھی قیام نہ فرماتے تھے۔ کھلی اور عام جگہ پر قیام کر کے خوشی محسوس کرتے اور فرماتے کہ ہمارا مشن تبلیغی ہے مریدوں کے گھروں میں رہ کر تبلیغ نہیں ہو سکتی کیونکہ ہر کوئی اس جگہ پر نہیں آ سکتا۔ آپ کا قیام ہمیشہ ایسی جگہ پر ہوتا تھا کہ جہاں پر ہر شخص اور ہر مذہب کے لوگ بلا روک ٹوک آ جائیں جب آپ کی تشریف آوری کی خبر لوگوں کو ہوتی تو اردگرد کے دیہات سے بے شمار عقیدت مند آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کرتے آپ کے ارشادات عالیہ سے مستفید ہوتے لاتعداد مسلمان آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو کر روحانی فیض حاصل کرتے جب کہ غیر مسلم افراد بھی اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتے تھے۔

پسندیدہ غذائیں:

آپ ہر معاملہ میں سادگی کو پیش نظر رکھا کرتے تھے اسی لیے غذا بھی سادہ ہی استعمال فرماتے تھے۔ آپ کی پسندیدہ اور مرغوب غذاؤں میں آم اور شلجم کا اچار خاص طور پر قابل ذکر ہیں اس کے علاوہ آپ دودھ کے بغیر قہوہ بھی شوق سے نوش فرماتے تھے جب کہ گرمیوں میں گنے کے رس کی کھیر، فرنی، دیسی کدو، مرغی کا شوربہ، بکری کا دودھ، دہی اور ساگ کا استعمال فرماتے تھے سردی کے موسم میں بھینس کا دودھ پسند فرماتے تھے اور لسی و شہد کا استعمال بھی کرتے تھے۔ بلاشبہ آپ سادہ غذائیں تناول فرماتے مگر آپ کا دستر خوان بہت وسیع تھا مہمانوں کے لیے مختلف اقسام کے کھانے تیار کرا کر دستر خوان کی زینت بناتے تھے سینکڑوں افراد ایک ہی وقت میں آپ کے دستر خوان پر حاضر ہو کر ماحضر تناول کرتے تھے۔ آپ کے دستر خوان کی وسعت کو دیکھ کر بڑے بڑے راجے مہاراجے، صاحب ثروت لوگ اور اعلیٰ سیاسی مقام رکھنے والے لوگ حیرت زدہ ہوتے تھے اور آپ کی مہمان نوازی اور دریادلی کی داد دیئے بغیر نہ رہتے تھے۔

مدرسہ کی تعمیر:

۱۹۱۶ء میں آپ نے علی پور سیداں میں ایک عظیم الشان مدرسہ نقشبندیہ قائم کیا جس سے آج تک ہزارہا طالبان حق مستفید ہو رہے ہیں اس مدرسہ کے تمام انتظامی اخراجات اساتذہ اور طلباء کے قیام و طعام کا بندوبست اب تک آپ کا گھرانہ کرتا چلا آ رہا ہے اس مدرسہ کا قیام

ابتداء میں ایک حویلی میں عمل میں لایا گیا تھا پھر رفتہ رفتہ اس کی اہمیت کے پیش نظر ضرورت محسوس کی گئی کہ اس کے لیے ایک الگ عمارت تعمیر کی جائے چنانچہ مسجد نوری سے ملحقہ ایک نئی تعمیر شدہ عمارت میں مدرسہ کو منتقل کر دیا گیا جب یہ عمارت پرانی اور بوسیدہ ہوگئی تو اس کی جگہ پر ایک نئی عمارت تعمیر کر دی گئی اب یہ مدرسہ اس نئی عمارت میں اپنی پوری شان کے ساتھ موجود ہے بے شمار تشنگان علم اس علمی درس گاہ سے اپنی علمی پیاس بجھا کر ملک کے کونے کونے میں دین اسلام کی خدمت میں کوشاں ہیں اس دینی مدرسہ میں ایک عظیم الشان لائبریری بھی قائم کی گئی ہے جس میں نادر و نایاب کتب کا ایک گراں بہا ذخیرہ موجود ہے سینکڑوں کی تعداد میں قدیمی اور قلمی نسخے بھی موجود ہیں۔ جن سے اہل علم حضرات استفادہ کرتے ہیں۔

عبادت وریاضت:

آپ بچپن سے ہی عبادت الٰہی کی طرف راغب تھے زمانہ طالب علمی میں آبادی سے دور جا کر نہایت توجہ و یکسوئی سے عبادت الٰہی میں مشغول ہوتے اس دوران آپ پر وجد کی کیفیت بھی طاری ہو جاتی۔ ذکر الٰہی میں مستغرق رہ کر آپ کو سکون قلبی کی دولت حاصل ہوتی تھی۔ آپ کا یہ معمول عمر بھر اسی طرح ہی رہا عبادت الٰہی سے کبھی بھی غفلت نہ برتتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی ذکر الٰہی ہمہ وقت کرتے رہنے کی تلقین فرمایا کرتے۔

حلیہ مُبارک:

آپ کا چہرہ انور بڑا بارعب اور متاثر کن تھا جو بھی آپ کو دیکھتا اپنی نگاہیں نیچی کر لیتا تھا آپ کو دیکھنے کی تاب نہ لا سکتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہایت خوبصورت حلیہ مبارک عطا کیا ہوا تھا۔ ضعیفی کے دنوں میں بھی آپ کے چہرہ مبارک کی رونق و شگفتگی قائم و دائم تھی۔ ہونٹوں پر تبسم رہتا تھا آواز نہایت مدہم رکھتے تھے مگر جب گفتگو فرماتے تو تا حد نگاہ موجود لوگوں تک آواز صاف سنائی دیتی تھی۔ قد مبارک درمیانہ تھا ہاتھوں کی انگلیاں نرم و نازک اور دراز تھیں۔ عالم پیری میں مہندی کا استعمال فرماتے تھے جس کے باعث داڑھی مبارک سرخ دکھائی دیتی تھی۔ آپ ہمیشہ سفید لباس زیب تن فرماتے۔ موسم سرما میں سبز رنگ کے پشمینہ کی پگڑی باندھتے تھے۔ زیادہ تر زمین پر بستر کر کے استراحت فرماتے تھے، صاف ستھرا لباس پہنتے تھے۔

ازواج واولاد:

حضور سرکار مدینہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مطہرہ کی پیروی کرتے ہوئے آپ نے شادی کی آپ کی شادی اپنے ماموں حضرت سید توکل شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دختر نیک اختر سیدہ امیر بیگم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے ہوئی۔ آپ کی زوجہ مطہرہ نہایت نیک سیرت، بلند کردار اور صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں۔ آپ کے تین صاحبزادے ہوئے جن کے اسمائے مبارک یہ ہیں حضرت سید خادم حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سید محمد حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت سید نور حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اقوال زریں:

1۔ آپ اکثر فرمایا کرتے کہ مجھے جو کچھ علم کی دولت نصیب ہوئی ہے وہ والدین اور اساتذہ کا ادب کرنے کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔

2۔ فرمایا ادب کا پہلا زینہ والدین ہیں والدین کا ادب فرض سمجھ کر کیا کرو اگر والدین خوش ہیں تو پھر ہر منزل کامیابی و کامرانی سے طے ہوگی۔ پھر اساتذہ کرام کا ادب عقیدت و احترام سے کرو کیونکہ یہ بھی روحانی والدین ہیں۔

3۔ ہر کام میں ادب کو مقدم رکھو اسی میں کامیابی ہے ورنہ دنیا و آخرت میں خسارہ ہے۔

4۔ حقہ نوشی سے نفرت کرتے تھے فرماتے جس کے منہ سے بدبو آتی ہو وہ درود شریف نہیں پڑھ سکتا اور نماز اور دُعا میں درود پاک پڑھنا لازم ہے۔

5۔ بے نماز سے کوئی چیز نہ پکڑتے فرماتے کہ نمازی بنو اس میں نجات اور کامیابی ہے۔

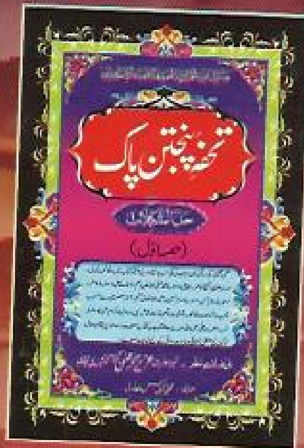
6۔ فرماتے بے نماز کا حشر فرعون اور نمرود کے ساتھ ہوگا۔ نماز چھوڑنا کفر ہے۔ بے نمازی کی ہر نیکی نامقبول ہے وہ ناکام ہے۔

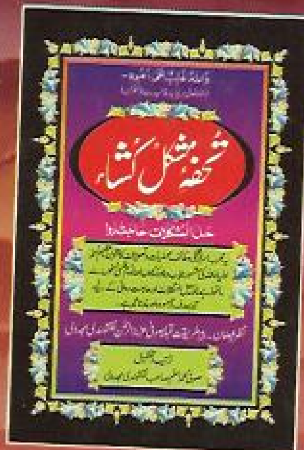
7۔ فرماتے نماز ہر دُکھ تکلیف کا مداوا ہے، روح کی غذا ہے دین کا ستون ہے، مومن کی معراج ہے، جنت کی کنجی ہے قبر اور حشر میں ساتھی ہے روز محشر پہلا لازمی پرچہ ہے۔ بے نماز جنت کی خوشبو سے محروم ہے اور مسلمانوں کی صف سے باہر ہے۔

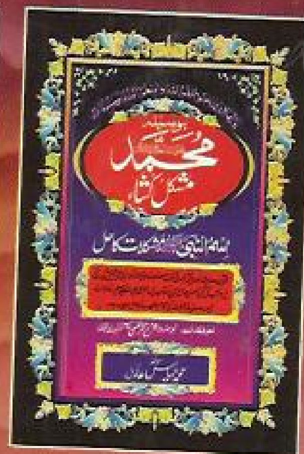
وصال مبارک:

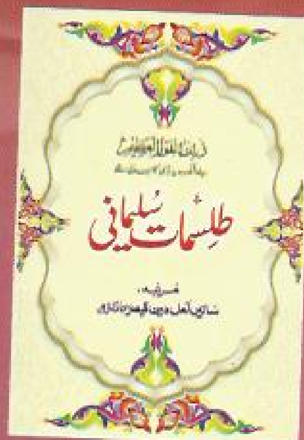
حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس فانی دنیا میں اپنی حیات طیبہ کے ماہ وسال گزار کر علی پور سیداں میں کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ بمطابق ۳۱ اگست 1951ء کو رحلت فرما گئے آپ کے وصال کی خبر ہر طرف پھیل گئی عقیدت مندوں کا ایک ہجوم تھا جو اطراف و اکناف سے علی پور سیداں کی طرف رواں دواں تھا نماز جنازہ میں بے شمار عقیدت مند پُرنم آنکھوں سے شامل تھے آپ کو علی پور سیداں میں اُس جگہ پر دفن کیا گیا جہاں آپ کا عالی شان مزار مبارک ہے۔

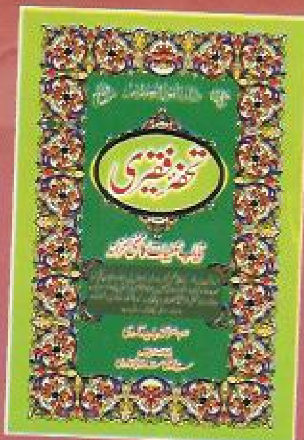


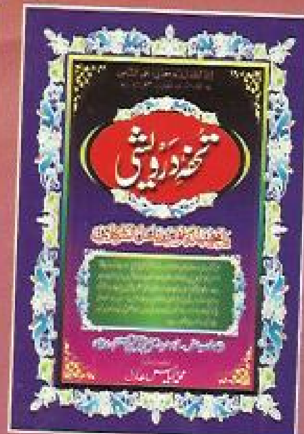




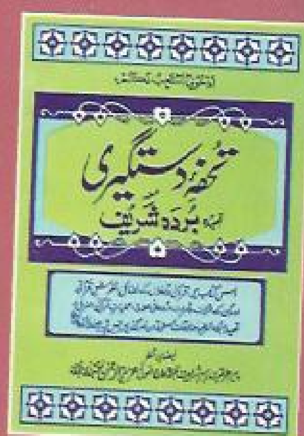












مشتاق بک کارنر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور